

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیات ۱۴۲ تا ۱۴۳

امتِ مسلمہ کی کٹھن ذمہ داری

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ	عنقریب کہیں گے کچھ احمق لوگوں میں سے
مَا وَلَّهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ^ط	کس چیز نے پھیر دیا انہیں اُن کے اُس قبلہ سے جس پر وہ تھے؟
قُلْ لِلَّهِ الشَّرْقُ وَالْمَغْرِبُ ^ط	اے نبی! فرمائیے اللہ ہی کے لیے ہیں مشرق اور مغرب۔
يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ^{١٤٢}	وہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔
وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا	اور اسی طرح سے ہم نے بنادیا تمہیں (اے مسلمانو!) بہترین امت
لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ	تاکہ تم بن جاؤ گواہ لوگوں پر
وَكَيُونَ الرَّسُولَ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ^ط	اور بن جائیں رسول تم پر گواہ
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا	اور ہم نے مقرر نہیں کیا تھا وہ قبلہ (بیت المقدس) آپؐ
إِلَّا لِنَعْلَمَ	مگر اس لیے تاکہ ہم ظاہر کر دیں
مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ ^ط	کون پیروی کرتا ہے رسول کی اُس کے مقابلہ میں جو پھر

جانتا ہے اٹے پاؤں	
اور بلاشبہ وہ یقیناً بہت بھاری (حکم) تھا سوائے اُن کے جنہیں ہدایت دی اللہ نے	وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ط
اور نہیں ہے اللہ کہ ضائع کرے تمہارا ایمان	وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ط
بے شک اللہ لوگوں پر یقیناً بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَكَرِيمٌ ﴿۱۳۶﴾

اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں بیت المقدس کو مسلمانوں کے لیے قبلہ قرار دیا تھا۔ بعد ازاں جب حکم دیا گیا کہ مسلمان اپنا رخ بیت المقدس کے بجائے مسجد حرام کی طرف کر لیں تو اہل کتاب نے قبلہ کی اس تبدیلی پر اعتراض کیا۔ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر سمت میں موجود ہے۔ اہمیت کسی سمت کی نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی ہے۔ ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا گیا کہ تحویل قبلہ دراصل علامت ہے تحویل امت کی۔ بنی اسرائیل کو کتاب و شریعت کا حامل ہونے اور نوع انسانی کی رہنمائی کے اعزاز سے محروم کیا جاتا ہے۔ اب نوع انسانی تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا اور اتمام حجت کرنا امت محمدی ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ انہیں یہ حجت اُسی طرح پوری کرنی ہوگی جیسے اسے پورا کیا نبی اکرم ﷺ نے یعنی اپنے قول، عمل اور غلبہ دین کے لیے اجتماعی جدوجہد میں ثابت قدمی اور پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ مسجد حرام میں واقع خانہ کعبہ سے نبی اکرم ﷺ اور تمام مہاجر صحابہ کرامؓ کو شدید محبت تھی۔ مدینہ ہجرت کے بعد مہاجر صحابہؓ کے لیے بڑی آزمائش تھی کہ آیا وہ کعبہ کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں یا نبی اکرم ﷺ کی اتباع کو ترجیح دے کر بیت المقدس کی طرف رخ کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ جب اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کو قبلہ قرار دے کر اُس کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔

آیات ۱۴۴ تا ۱۴۵

تحویل قبلہ کا حکم

اے نبی! ہم دیکھ رہے ہیں بار بار اٹھنا آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف	قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۚ
تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اُس قبلہ کی طرف آپ پسند کرتے ہیں جسے	فَلَنَوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۖ
تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف	فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ
اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں پر بھی ہو پس پھیر لو اپنے چہروں کو اس (مسجد حرام) کی طرف	حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْكُمْ شَطْرَهُ ۚ
اور بے شک وہ لوگ جنہیں دی گئی ہے کتاب	وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
یقیناً وہ جانتے ہیں کہ یہ (حکم) برحق ہے اُن کے رب کی طرف سے	لَيَعْلَمُوْنَ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ
اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس عمل سے جو وہ کر رہے ہیں۔	وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾
اور اے نبی! اگر آپ لے آئیں اُن لوگوں کے پاس جنہیں دی گئی ہے کتاب ہر نشانی	وَلَيْنُ اتَّيَّتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ
وہ پیروی نہیں کریں گے آپ کے قبلہ کی	مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ
اور نہ آپ پیروی کرنے والے ہیں اُن کے قبلہ کی	وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتِهِمْ ۚ

اور نہ اُن میں سے کچھ پیروی کرنے والے ہیں دوسروں کے قبلہ کی	وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ط
اور اگر (بفرض محال) آپؐ نے پیروی کی اُن کی خواہشات کی	وَلَكِنْ اتَّبَعَتْ اَهْوَاءَهُمْ
اس کے بعد کہ جو اچکا ہے آپؐ کے پاس علم میں سے	مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۝
بے شک آپؐ اُس وقت یقیناً ہو جائیں گے انصاف نہ کرنے والوں میں سے	اِنَّكَ اِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی بار بار دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کو قبلہ بنانے کا حکم دیا۔ تمام مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ نماز کے دوران اپنا رخ بیت المقدس کے بجائے مسجد حرام کی طرف کر لیں۔ ان آیات میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اہل کتاب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اصل اور اولین قبلہ مسجد حرام یا خانہ کعبہ ہی ہے جس کی تعمیر قدیم بنیادوں کو پھر سے اٹھا کر اُن کے جدا مجد حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی۔ البتہ وہ اس حق بات کو جاننے کے باوجود تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے۔

آیات ۱۲۶ تا ۱۲۷

بنی اسرائیل کا حق کو چھپانے کا جرم

وہ لوگ کہ ہم نے دی ہے جنہیں کتاب	الَّذِينَ اتَّيْنَاهُمُ الْكِتَابَ
وہ پہچانتے ہیں نبیؐ کو جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو	يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ ابْنَاءَهُمْ
اور بے شک ایک گروہ اُن میں سے ایسا ہے	وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ
جو یقیناً چھپا رہا ہے حق کو جبکہ وہ جانتے ہیں۔	لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ	اے نبی! حق تو ہے ہی آپ کے رب کی طرف سے
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْتَرِينَ ۝۱۳۷	پس آپ ہر گز نہ ہوں شک کرنے والوں میں سے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اہل کتاب نبی اکرم ﷺ کو اپنی کتابوں میں بیان شدہ پیشین گوئیوں اور نشانیوں کی روشنی میں ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے سگے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ البتہ اُن میں سے کچھ لوگ جان بوجھ کر حق کو چھپانے کا جرم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق کو واضح فرما کر رہے گا اور حق کو چھپانے کی تمام مجرمانہ حرکتیں ناکام ہو کر رہیں گی۔

آیت ۱۳۸

مقابلہ کا اصل میدان، نیکیوں میں سبقت لے جانا

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا	اور ہر ایک کے لیے ایک سمت (اُس کے مقصدِ حیات کی طرف) ہے، وہ رخ کرنے والا ہے جس کی طرف
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ	پس (اے مسلمانو!) تم آگے بڑھ جاؤ دوسروں سے نیکیوں میں
اَيُّنَ مَا تَكُونُوا	جہاں کہیں تم ہو گے
يَاۤتِ بِكُمْ اللّٰهُ جَمِيعًا ۖ	لے آئے گا تمہیں اللہ سب کے سب کو
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيۡرٌ ۝۱۳۸	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں تحویلِ قبلہ کی بحث کے دوران اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی طرف رہنمائی فرمائی کہ ہر انسان کا ایک معنوی قبلہ بھی ہوتا ہے جس کو وہ اپنا مطلوب و مقصود بنالیتا ہے۔ اب اس کے حصول کی خاطر وہ محنت و مشقت کرتا ہے۔ اہل ایمان کے لیے محنت و

مشقت اور مقابلہ کا اصل میدان نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا ہے۔ ایک روز اُن سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں نتیجہ کا اعلان ہو گا کہ کون آگے نکلا اور کون پیچھے رہ گیا۔

آیات ۱۴۹ تا ۱۵۰

تحويل قبلہ کے حکم کی تکرار

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ	اور جہاں کہیں سے آپؐ نکلیں
قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط	تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام کی طرف
وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ط	اور بے شک یہ (حکم) یقیناً حق ہے آپؐ کے رب کی طرف سے
وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۴۹﴾	اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس عمل سے جو تم کر رہے ہو۔
وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ	اور جہاں کہیں سے آپؐ نکلیں
قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط	تو پھیر لیجئے اپنے چہرے کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام کی طرف
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ	اور (اے مسلمانو!) جہاں کہیں تم ہو
فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهُ ۖ	تو پھیر لیا کرو اپنے چہروں کو (نماز کے دوران) مسجدِ حرام کی طرف
إِلَّا لِمَا يَكُوْنُ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۖ	تاکہ نہ ہو لوگوں کے پاس تمہارے خلاف کوئی دلیل

إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۚ	سوائے اُن کے جو زیادتی کریں اُن میں سے
فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۚ	تو مت ڈرو اُن سے اور ڈرو مجھ سے
وَلَا تَمَنَّ عِنْتِي عَلَيْكُمْ	اور تاکہ میں پورا کر دوں اپنی نعمت کو تم پر
وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾	اور تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

ان آیات میں تحویلِ قبلہ کے حکم کی تکرار ہے۔ یہ تکرار دراصل سختی کے ساتھ نفی ہے اُس طوفان کی جو بنی اسرائیل نے تحویلِ قبلہ کے حکم کے خلاف اٹھادیا تھا۔ وہ طنز کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا کیسا دین ہے کہ جس کا قبلہ ہی طے نہیں؟ فرمایا گیا کہ ان کے پروپیگنڈے کی پرواہ مت کرو اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرو۔ ایسا کرو گے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرمادے گا۔ سب سے بڑی نعمت یعنی ہدایت سے تمہیں فیضیاب کرے گا۔

آیات ۱۵۱ تا ۱۵۲

نبی اکرم ﷺ کا اساسی طریق کار

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ	جس طرح ہم نے بھیجے تمہارے درمیان ایک رسول
يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا	وہ تلاوت کرتے ہیں تم پر ہماری آیات
وَيُزَكِّيْكُمْ	اور تزکیہ کرتے ہیں تمہارا
وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	اور سکھاتے ہیں تمہیں احکامات اور حکمت
وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١٥﴾	اور سکھاتے ہیں تمہیں وہ کچھ جو تم نہیں جانتے تھے۔

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ	سو تم یاد کیا کرو مجھے میں یاد رکھوں گا تمہیں
وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿٥٦﴾	اور شکر ادا کیا کرو میرا اور ناشکری نہ کیا کرو میری۔

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی اُس دعا کی قبولیت کا اعلان ہے جس کا بیان آیت ۱۲۹ میں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہو سکتی ہے اندھیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ڈھائی ہزار برس بعد دعا قبول فرمائی اور ان انبیاءؑ کی ذریت میں سے نبی اکرم ﷺ کو بھیجا جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات سناسنا کر متوجہ کرتے ہیں، جو متوجہ ہوں اُن کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی اُن کے دل سے دنیا کی محبت نکال کر اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر داخل کرتے ہیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سکھاتے ہیں، حکمت و دانائی کی تعلیم دیتے ہیں اور اُنہیں وہ کچھ سکھاتے ہیں جو وہ پہلے نہیں جانتے تھے۔ یہ ہے نبی اکرم ﷺ کا وہ اساسی طریق کار جس کے ذریعہ آپ ﷺ نے وہ افرادی قوت فراہم کی جس نے مال و جان کی بازیاں لگا کر اقامتِ دین کی منزل سر کی۔ نبی اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا تمام امور قرآن کریم کے ذریعہ انجام دیے اور بگڑے ہوئے افراد کو تربیت کے ذریعہ بتدریج اللہ تعالیٰ کی راہ کا مجاہد بنا دیا۔ بقول حالی۔

اتر کر حراسے سوئے قوم آیا

اور اک نسخہٴ کیمیا ساتھ لایا

نبی اکرم ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کا طریق تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، لہذا حکم دیا گیا کہ تم اُس کا شکر ادا کرو اور اُس کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرو۔ اُسے ہمیشہ یاد رکھو، وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا۔

آیات ۱۵۳ تا ۱۵۴

اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے زندہ ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو!
اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ	مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔	إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۲﴾
اور نہ کہو انہیں جو قتل کیے جاتے ہیں اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں	وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ
بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں سمجھتے۔	بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۳﴾

ان آیات سے سورہ بقرہ میں اہل ایمان سے خطاب کی ابتدا ہوتی ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے دین کو پہچانا اور اُسے قائم کر کے اُن پر حجت پوری کرنا ایک بڑی کٹھن ذمہ داری ہے جو اہل ایمان پر ڈالی گئی ہے۔ اس ذمہ داری کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد کے بغیر ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اُن کو حاصل ہوتی ہے جو نماز کے ذریعہ اُس سے لو لگاتے ہیں اور راہِ حق میں آنے والی ہر آزمائش اور تکلیف کا سامنا صبر و استقامت سے کرتے ہیں۔ اہل ایمان کو خبردار کیا گیا کہ مدینہ ہجرت کے بعد اب امتحان و آزمائش کی نئی صورتیں سامنے آئیں گی۔ بقول اقبال۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اب تم پر جنگ فرض کی جائے گی اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے مارے جائیں وہ مردہ نہیں بلکہ ایسی شاندار زندگی پالیتے ہیں جس کا شعور اس دنیا میں ممکن نہیں۔

آیات ۱۵۵ تا ۱۵۷

اللہ تعالیٰ کی راہ میں آزمائش آکر رہیں گی

اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے	وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ
اور کچھ نقصان سے اموال اور جانوں اور پھلوں میں	وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۚ

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾	اور اے نبی! بشارت دیجئے صبر کرنے والوں کو۔
الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾	یہ وہ لوگ ہیں کہ جب بھی آپڑتی ہے اُن پر کوئی مصیبت وہ کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ	یہ لوگ ہیں جن پر عنایات ہیں اُن کے رب کی طرف سے اور رحمت ہے
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾	اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

یہ آیات اہل ایمان کو آگاہ کر رہی ہیں کہ دین پر عمل صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ اس کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے جدوجہد بھی کرنی ہوگی۔ اس جدوجہد کے دوران آزمائشیں آکر رہیں گی اور مال و جان کی قربانیاں پیش کرنا پڑیں گی۔ بشارت اُن خوش نصیبوں کے لیے ہے جو ہر طرح کی آزمائشوں کا دیوانہ وار مقابلہ کریں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور رحمتیں نازل ہوں گی اور انہی کو اللہ تعالیٰ ہدایت جیسی نعمت سے نوازتا رہے گا۔

آیت ۱۵۸

اللہ تعالیٰ کی راہ میں حضرت حاجرہ کی بے قراری کی یاد

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ج	بے شک صفا اور مروہ (نامی پہاڑ) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں
فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ	پس جو حج کرے اُس گھر (خانہ کعبہ) کا یا عمرہ کرے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ط	تو نہیں ہے کچھ حرج اُس پر کہ وہ طواف کرے ان دونوں (پہاڑوں) کے درمیان

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا	اور جو کوئی خوشی سے کرے نیکی
فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿۵۹﴾	تو بے شک اللہ بڑا قدر دان، سب کچھ جاننے والا ہے۔

سابقہ آیات میں جنگ کا ذکر کے اب حدودِ حرم میں سے صفا و مروہ کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ اُس وقت جنگ کا اولین ہدف حدودِ حرم کو مشرکین کی نجاست سے پاک کرنا تھا۔ سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش آنے والی مشقتوں سے خبردار کیا گیا ہے۔ ایسی ہی مشقت کی یاد صفا و مروہ کو دیکھ کر آتی ہے۔ یہ مشقت ان پہاڑوں کے درمیان سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت حاجرہ نے اُس وقت اٹھائی جب حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے انہیں اور اپنے شیر خوار بچے اسماعیلؑ کو حرم کی بنجر زمین میں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ بچہ بھوک سے بلک رہا تھا اور حضرت حاجرہ غذا اور پانی کی تلاش میں بے قرار ہو کر صفا و مروہ کے درمیان دوڑ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی و ایثار کے اس عمل کو اتنا پسند کیا کہ رہتی دنیا تک اسے جاری رکھنے کے لیے "سعی" کے عنوان سے حج اور عمرہ کا ایک لازمی رکن بنا دیا۔

آیات ۱۵۹ تا ۱۶۰

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے حق کو چھپانے والوں پر

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ	بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اُس (حق) کو جو ہم نے نازل کیا ہے واضح دلائل اور ہدایت میں سے
مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۖ	اس کے بعد کہ ہم نے واضح کر دیا ہے اُسے لوگوں کے لیے کتاب میں
أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ	یہ وہ لوگ ہیں کہ لعنت کرتا ہے اُن پر اللہ
وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ ﴿۱۵۹﴾	اور لعنت کرتے ہیں اُن پر لعنت کرنے والے۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا	سوائے اُن کے جنہوں نے توبہ کی
وَأَصْلَحُوا	اور (اپنے رویہ کی) اصلاح کی
وَبَيَّنُوا	اور بیان کیا (وہ جواب تک چھپاتے رہے)
فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ	تو یہ لوگ ہیں میں توبہ قبول کرتا ہوں جن کی
وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦﴾	اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہوں۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کے حق کو چھپانے کے جرم کو بیان کیا گیا۔ انہیں اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کی وعید سنائی گئی۔ ہاں جو توبہ کرے اور حق کو واضح کرے وہ اس وعید سے محفوظ ہو جائے گا۔ آج حق کی امین امت محمدیہ ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

حق کو جان بوجھ کر چھپانا کفر ہے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا
وَمَا تَوْأَمَهُمْ كُفَّارٌ	اور مرے اس حال میں کہ وہ کافر تھے
أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾	یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب کے سب لوگوں کی۔
خُلِدِ يَوْمَئِذٍ فِيهَا ۚ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس (لعنت) میں
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ	نہ ہلکا کیا جائے گا اُن سے عذاب

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٢٢﴾	اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔
وَالْهَكْمُ لِلَّهِ وَاحِدٌ ۚ	اور تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٣﴾	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ حق کو چھپانے کا جرم کفر ہے۔ جو بد نصیب اس کافرانہ جرم کا ارتکاب کرتے رہے اور بغیر توبہ کیے مر گئے، اُن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی طرف سے پھٹکار برستی رہے گی۔ وہ ایسے عذاب سے دوچار ہوں گے جس میں نہ کبھی کمی کی جائے گی اور نہ ہی وقفہ ہوگا۔ اگر ہم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود بنالیں اور تمام خواہشات اور مصلحتوں کو ترک کر دیں تو حق کو چھپانے کے اُس جرم سے بچ سکتے ہیں جس کی سزا نہایت سنگین ہے۔

آیت ۱۶۴

اللہ تعالیٰ کی بے مثال نشانیوں کا بیان

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں
وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ	اور رات اور دن کے بدلنے میں
وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ	اور اُن کشتیوں میں جو چلتی ہیں سمندر میں وہ چیزیں اُٹھائے جو نفع پہنچاتی ہیں لوگوں کو
وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ	اور جو نازل فرمایا اللہ نے آسمان سے پانی
فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	پھر زندہ کیا اُس کے ذریعہ زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد

وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۝	اور پھیلا دیے اُس میں ہر قسم کے جاندار
وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ	اور ہواؤں کے بدلتے رہنے میں
وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ	اور اُن بادلوں میں جو خدمت میں لگا دیے گئے ہیں آسمان اور زمین کے درمیان
لَايَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٣﴾	یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے لیے کئی آیاتِ آفاقی کا بیان ہے۔ آسمان و زمین کی تخلیق، رات اور دن کا الٹ پھیر، سمندر میں چلتی ہوئی کشتیاں، آسمان سے برستی ہوئی بارشیں، زمین سے اگنے والی نباتات، زمین میں پھیلے ہوئے جاندار، فضا میں بدلتی ہوئی ہوائیں اور اُن کے دوش پر تیرتے ہوئے بادل زبانِ حال سے پکار پکار کر اپنے خالق کی اعلیٰ صناعت کی گواہی دے رہے ہیں۔ بقول شاعر ۛ

حق میری دسترس سے باہر ہے

حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

آیات ۱۶۵ تا ۱۶۷

دنیا دار قائدین کی پیروی کا حسرتناک انجام

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا	اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بناتے ہیں اللہ کے سوا اوروں کو اُس کا مدِ مقابل
يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۝	وہ محبت کرتے ہیں اُن سے اللہ کی محبت کی طرح
وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۝	اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں وہ زیادہ پکے ہیں محبت میں اللہ کے لیے

وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا	اور کاش دیکھیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے (وہ وقت)
إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ ۚ	جب وہ دیکھیں گے (اپنی آنکھوں سے) عذاب
أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ	کہ قوت اللہ ہی کے لیے ہے ساری
وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿٣٥﴾	اور یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔
إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا	جب اظہارِ بیزاری کریں گے وہ جن کی پیروی کی گئی تھی
مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا	اُن سے جنہوں نے پیروی کی تھی
وَرَأَوْا الْعَذَابَ	اور دیکھ لیں گے (وہ سب) عذاب
وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿٣٦﴾	اور ٹوٹ جائیں گے اُن کے تعلقات۔
وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا	اور کہیں گے وہ جنہوں نے پیروی کی تھی
لَوْ أَنَّا كُنَّا كَرَّةً	کاش کہ ہمارے لیے ممکن ہوتا ایک دفعہ لوٹنا (دنیا میں)
فَنَتَّبِرَآ مِنْهُمْ	تو ہم بھی اظہارِ بیزاری کرتے ان (پیشواؤں) سے
كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۚ	جیسے اُنہوں نے اظہارِ بیزاری کیا ہے ہم سے
كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ	اسی طرح سے دکھائے گا انہیں اللہ اُن کے اعمال حسرت بنا کر اُن پر
وَمَا هُمْ بِخُرْجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿٣٧﴾	اور نہیں ہوں گے وہ نکلنے والے آگ سے۔

ان آیات میں فرمایا گیا کہ اہل ایمان وہی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ سے محبت انتہائی شدید ہوتی ہے۔ البتہ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں کو محبوب بنا لیتی ہے۔ ان میں سے خاص طور پر بعض دنیا دار سیاسی و مذہبی پیشوا ہوتے ہیں جن کی دل و جان سے پیروی کی جاتی ہے۔ روز قیامت یہ پیشوا جب عذاب دیکھیں گے تو اپنے پیروکاروں سے اعلان بیزاری کریں گے۔ اُس وقت پیروکار پشیمان ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی التجا کریں گے اور کہیں گے اب ہم ان پیشواؤں سے ایسی ہی بیزاری کا اظہار کریں گے جیسے آج انہوں نے ہمارے ساتھ اظہار بیزاری کیا ہے۔ لیکن دنیا میں دوبارہ کسی کو نہیں بھیجا جائے گا اور مجرمین جہنم میں حسرت سے اپنی دنیوی زندگی کی روش پر نادم ہوتے رہیں گے۔

آیات ۱۶۸ تا ۱۷۱

حلال اور پاکیزہ رزق کھانے کی تلقین

يَا أَيُّهَا النَّاسُ	اے لوگو!
كُلُوا مِن مَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۖ	کھاؤ اُس میں سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ
وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ	اور پیروی نہ کرو شیطان کے نقش قدم کی
إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿١٦٨﴾	بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
إِنَّمَا يُمِرُّكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ	بے شک وہ تو حکم دیتا ہے تمہیں برائی اور بے حیائی کا
وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾	اور یہ کہ تم کہو اللہ کے بارے میں وہ جو تم نہیں جانتے۔
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اُس کی جو نازل فرمایا ہے اللہ نے
قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا الْفَيْئَا عَلَيْهِ أَبَاءَنَا ۖ	تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اُس کی ہم

نے پایا جس پر اپنے باپ دادا کو	
بھلا اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ سمجھتے ہوں کچھ	أَوْ لَوْ كَانَ أَبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا
اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔	وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۱۷۰﴾
اور حال اُن کا جنہوں نے کفر کیا یہ ہے	وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا
جیسے مثال اُس کی جو بلاتا ہے انہیں جو کچھ نہیں سنتے سوائے چیخ اور پکار کے	كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَ نِدَاءً ط
وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔	صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٰ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۷۱﴾

ان آیات میں تمام انسانوں کو ایسی غذا کھانے کا حکم دیا گیا جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا اور جو طیب ہو یعنی اُسے جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، جانور ہو تو ذبح کیا گیا ہو اور اُس پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا گیا ہو۔ ان ہدایات کے برعکس روش اختیار کرنا شیطان کی پیروی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بے حیائی کی طرف راغب کرتا ہے۔ جب نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے کلام کی پیروی کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اندھوں اور بہروں کی طرح سنی اُن سنی کر دیتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے آباء و اجداد کی روش پر ہی چلتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ضد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۳ کھانے کے حقیقی آداب

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے دی ہیں تمہیں	كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ	اور شکر ادا کیا کرو اللہ کا
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۵۶﴾	اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو۔
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ	بے شک اُس نے حرام کیا ہے تم پر مردار
وَالْدَّمَ	اور خون
وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ	اور خنزیر کا گوشت
وَمَا اَهْلًا بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ	اور وہ پکارا جائے جس پر اللہ کے سوا کسی کا نام
فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ	پھر جو لاچار کر دیا جائے (بھوک سے)، نہ وہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا
فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ ط	تو نہیں کوئی گناہ اُس پر (بقدر ضرورت کھا لینے میں)
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۷﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات اہل ایمان کو کھانے کے حقیقی آداب سے آگاہ کر رہی ہیں۔ یہ آداب تین ہیں۔ اول یہ کہ کھانا حلال اور پاکیزہ ہو۔ دوم یہ کہ رزق کی فراہمی اور بھوک کی تسکین حاصل ہونے پر محسن حقیقی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ سوم رزق سے ملنے والی توانائی کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ایسا کھانا حرام کر دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر نذر کیا گیا ہو۔ پہلی تین چیزیں نجس ہیں۔ چوتھی شے کو شرک کی آلائش نے حرام کر دیا ہے۔ البتہ مجبوری کی صورت میں جان بچانے کے لیے بقدر ضرورت حرام کھانے پر کوئی گناہ نہیں۔

آیات ۱۷۴ تا ۱۷۶

علمائے سوء پر اللہ تعالیٰ کا غضب

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اُسے جو نازل کیا ہے اللہ نے کتاب میں سے	إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ
اور لیتے ہیں اُس (حق کے چھپانے) پر تھوڑی سی قیمت	وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا
وہ نہیں بھرتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ	أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ
اور بات تک نہ کرے گا اُن سے اللہ قیامت کے دن	وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
اور نہ ہی (اُن کے گناہ بخش کر) پاک کرے گا انہیں	وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۖ
اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔	وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۴۲
یہی وہ (بد نصیب) ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی ہدایت کی بدلے میں	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی
اور عذاب بخشش کے بدلے میں	وَالْعَذَابَ بِالْغُفْرَةِ ۖ
تو وہ کیا ہی صبر کرنے والے ہیں آگ پر۔	فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝۴۳
یہ سزا اس لیے ہے کہ اللہ نے نازل کی ہے کتاب حق کے ساتھ	ذٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۖ
اور بے شک وہ لوگ جو اختلاف کرتے ہیں کتاب (کی تعلیمات) میں	وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ

۱۱۱ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝

وہ یقیناً بہت دور کی مخالفت میں ہیں۔

ان آیات میں اُن علماء سوء پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا بیان ہے جو اُس کی کتاب کی تعلیمات کو چھپاتے ہیں اور تھوڑی سی قیمت کے عوض لوگوں کی خواہشات کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں۔ اُنہوں نے سودا کر لیا گمراہی کا ہدایت کے بدلہ میں۔ ایسے لوگ فتویٰ فروشی اور حق کو چھپانے کی قیمت لے کر اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام کرے گا اور نہ ہی اُنہیں گناہوں کی سزا دے کر جہنم سے نکالے گا۔ یہ وہ بدنصیب ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی اور بخشش کے بدلہ میں عذاب کو پسند کر لیا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ جانتے بوجھتے ابدی خسارے کا سودا کر رہے ہیں۔

آیت ۱۷۷

نیکی کا صحیح تصور

لَيْسَ الْبِرَّ	نیکی بس یہی نہیں ہے
أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ	کہ تم (نماز میں) پھیر لو اپنے چہرے
قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ	مشرق اور مغرب کی طرف
وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ	اور لیکن نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لایا اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	اور آخرت کے دن پر
وَالْمَلَائِكَةِ	اور فرشتوں پر
وَالْكِتَابِ	اور کتابوں پر
وَالنَّبِيِّنَ ۚ	اور نبیوں پر

وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ	اور اُس نے دیا مال باوجود اس (مال) کی محبت کے
ذَوِي الْقُرْبَىٰ	قربت داروں کو
وَالْيَتَامَىٰ	اور یتیموں کو
وَالْمَسْكِينِ	اور محتاجوں کو
وَابْنِ السَّبِيلِ ^۱	اور مسافروں کو
وَالسَّائِلِينَ	اور مانگنے والوں کو
وَفِي الرِّقَابِ ^۲	اور گردنوں کے چھڑانے میں
وَأَقَامَ الصَّلَاةَ	اور جو قائم رکھے نماز
وَأَتَى الزَّكَاةَ ^۳	اور دیتا ہے زکوٰۃ
وَالْمُؤْفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ^۴	اور وہ پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو جب بھی عہد کریں
وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ	اور بالخصوص صبر کرنے والے ہیں سختیوں میں
وَالضَّرَّاءِ	اور تکالیف میں
وَحِينَ الْبَأْسِ ^۵	اور لڑائی کے وقت
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ^۶	یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ثابت ہوئے (نیکی کی راہ میں)
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ^۷	اور یہی لوگ متقی ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تحویلِ قبلہ کی بحث کے ضمن میں فرمایا کہ نیکی بس یہ ہی نہیں کہ نماز ادا کرتے ہوئے اپنے رخ کو مشرق یا مغرب کی طرف کر لیا جائے۔ گویا نیکی کے محدود تصور کی نفی کر کے نیکی کا صحیح تصور بیان کیا گیا۔ واضح کیا گیا کہ نیکی کا تعلق عمل کرنے والے سے ہے۔ وہی شخص نیک ہے جس کا اللہ، آخرت اور رسالت پر ایمان ہو۔ ایمان اُس کی نیکی کی روح ہے یعنی اُس کی نیکی اللہ تعالیٰ کی رضا، آخرت کی فلاح اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے خلاف نہ ہو۔ وہ انسانی ہمدردی پر اپنا محبوب مال خرچ کرنے والا ہو، عبادات کا اہتمام کرنے والا ہو، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہو اور حق و باطل کے معرکہ میں حصہ لے کر باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والا ہو۔ ایسا شخص نہ صرف نیک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی سچا اور متقی انسان ہے۔

آیات ۱۷۸ تا ۱۷۹

ناحق مقتول کے قصاص کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ ط	فرض کر دیا گیا ہے تم پر قصاص لینا (ناحق) مقتولوں کا
الْحُرُّ بِالْحُرِّ	آزاد (قاتل) کے بدلہ میں وہی آزاد (قاتل)
وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ	اور غلام (قاتل) کے بدلہ میں وہی غلام (قاتل)
وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ط	اور (قاتلہ) عورت کے بدلہ میں وہی (قاتلہ) عورت
فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ	پھر معاف کر دیا جائے جسے اُس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ بھی
فَاتَّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ	تو پیروی کرنا ہے دستور کے مطابق
وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ط	اور ادا نیکی کرنی ہے اُسے دیت کی اچھے طریقہ سے

ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۝۱	یہ ایک سہولت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت
فَمَنْ اَعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ	پس جس نے زیادتی کی اس کے بعد
فَلَهُ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۲	تو اُس کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیْوةٌ یَّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ	اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو!
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۳	تاکہ تم بچ سکو (خونریزی سے)۔

ان آیات میں حکم دیا گیا کہ قاتل پر اگر جرم ثابت ہو جائے تو اُس سے قصاص لیا جائے۔ اگر اصلاح کا امکان ہو تو مقتول کے ورثاء غیر مشروط طور پر یادیت لے کر قاتل کو معاف بھی کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں قاتل کو چاہیے کہ وہ مقتول کے ورثاء کا احسان مند ہو اور اگر دیت ادا کرنی ہے تو پوری پوری ادا کر دے۔ البتہ اگر قاتل کو معاف کرنے سے مجرموں کے اور جری ہونے کا امکان ہو تو قصاص لینا ہی بہتر اور معاشرے میں جانوں کی حفاظت کا ضامن ہے۔

آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲

وصیت کے حوالے سے ہدایات

کُتِبَ عَلَیْكُمْ	فرض کیا گیا ہے تم پر
اِذَا حَضَرَ اَحَدُكُمْ الْمَوْتُ	جب آپہنچے تم میں سے کسی کو موت
اِنْ تَرَكَ خَیْرًا ۖ الْوَصِیَّةُ	اگر وہ چھوڑ رہا ہو کچھ مال تو وصیت کرنا
لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبَیْنِ بِالْمَعْرُوفِ ۚ	والدین اور قرابت داروں کے لیے دستور کے مطابق
حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۝۴	لازم ہے (یہ حکم) متقیوں پر۔

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ	پھر جس نے بدل دیا وصیت کو اس کے بعد کہ اُس نے سن لیا اُسے
فَأَثَمًا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۖ	تو بے شک اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے بدلا وصیت کو
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝	بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوَصِّ جَنْفًا أَوْ إِثْمًا	پھر جو کوئی اندیشہ محسوس کرے وصیت کرنے والے سے طرف داری یا گناہ کا
فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ	پس وہ صلح کرادے اُن کے درمیان
فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۖ	تو کچھ گناہ نہیں اُس پر
إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ ذَرِيمٌ ۝	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

۲۲

ان آیات میں لازم کیا گیا کہ ہر ایسا شخص جو کچھ مال چھوڑ کر مر رہا ہو اپنے والدین اور قرابت داروں کے لیے وصیت کرے۔ اگر کسی نے وصیت کو بدلا تو گناہ بدلنے والے کو ہو گا۔ البتہ اگر کسی نے کسی جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے وصیت سے ظلم یا جانبداری کا عنصر ختم کیا تو کوئی حرج نہیں۔ سورہ نساء میں وراثت کے احکامات آنے کے بعد وصیت کرنے کا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ البتہ کل ترکہ کے ایک تہائی حصہ کی وصیت غیر وراثت کے لیے کی جاسکتی ہے۔

آیات ۱۸۳ تا ۱۸۴

روزہ کا ابتدائی حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ	فرض کر دیا گیا ہے تم پر روزہ رکھنا

کَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ	جس طرح فرض کیا گیا تھا اُن پر جو تم سے پہلے تھے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۷۲﴾	تاکہ تم بچ سکو (اللہ کی نافرمانی سے)۔
أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۖ	چند دن ہیں گنتی کے
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ	پھر جو ہو تم میں سے بیمار یا سفر پر
فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۖ	تو گنتی پوری کرنا ہے دوسرے دنوں میں
وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ	اور اُن پر جو طاقت رکھتے ہوں روزہ رکھنے کی (اور روزہ نہ رکھیں) فدیہ ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا
فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۖ	اور جو خوشی سے کرے کوئی نیکی تو وہ بہتر ہے اُسی کے لیے
وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ	اور اگر تم روزہ رکھو، بہتر ہے تمہارے لیے
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۳﴾	اگر تم جانتے ہو۔

ان آیات کے ذریعہ ہر قمری ماہ کی ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ تاریخ اور محرم میں عاشورہ کا روزہ فرض کیا گیا۔ رمضان کا روزہ فرض ہو جانے کے بعد ان روزوں کی فرضیت ختم کر دی گئی۔ روزہ کی حکمت یہ بتائی گئی کہ اس کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی صلاحیت یعنی تقویٰ حاصل کر سکو گے۔ صحابہ کرامؓ چونکہ اس عبادت کے عادی نہ تھے لہذا رعایت دی گئی کہ سفر یا بیماری کے دوران روزہ نہ رکھا جائے اور بعد میں چھوٹ جانے والے روزے رکھ کر تعداد پوری کر لی جائے۔ جو روزہ کی طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہ رکھنا چاہے تو وہ ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دے۔ رمضان کا روزہ فرض ہو جانے کے بعد یہ آخری رعایت ختم کر دی گئی۔

آیت ۱۸۵

رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ	رمضان کا مہینہ وہ ہے نازل کیا گیا جس میں قرآن
هُدًى لِّلنَّاسِ	یہ ہدایت ہے لوگوں کے لیے
وَبَيِّنَتِ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۚ	اور (اس میں) واضح دلائل ہیں ہدایت اور حق و باطل میں فرق کرنے کے
فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ	پس جو پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو وہ روزہ رکھے اس (پورے مہینے) کا
وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ	اور جو ہو بیمار یا سفر پر
فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ	تو گنتی پوری کرنا ہے دوسرے دنوں میں
يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ	چاہتا ہے اللہ تمہارے لیے آسانی
وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۚ	اور وہ نہیں چاہتا تمہارے لیے مشکل
وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ	اور تاکہ تم پوری کرو گنتی
وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمُ	اور تاکہ تم بڑائی کا اظہار کرو (اپنے قول اور عمل سے) اللہ کے لیے اس پر کہ اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾	اور تاکہ تم شکر ادا کر سکو اُس کا۔

اس آیت کی رو سے رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں روزہ رکھنا فرض ہے۔ ماہ رمضان کو یہ سعادت اس لیے دی گئی کہ وہ نزولِ قرآن کا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں قرآن حکیم کو لوح محفوظ سے دنیوی آسمان پر نازل کیا گیا۔ قرآن حکیم کی اس شان کو نمایاں کیا گیا کہ یہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت کے اور حق و باطل میں فرق کرنے کے واضح دلائل ہیں۔ مسافر اور بیمار کو دوسرے دنوں میں روزے رکھنے کی رعایت دی گئی۔ آیت کے آخر میں حکم دیا گیا کہ جس طرح تم نے روزہ کے دوران اللہ تعالیٰ کو بڑا مانتے ہوئے نفسانی خواہشات کی تسکین سے اجتناب کیا اسی طرح زندگی کے ہر گوشہ میں اُس کی نافرمانی سے بچ کر اُس کی بڑائی جاری و ساری کرو۔ تم اسی طرح اُس کے احسانات کا شکر ادا کر سکو گے

آیت ۱۸۶

اللہ تعالیٰ ہر دعا کا جواب دیتا ہے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي	اور اے نبی! جب پوچھیں آپ سے میرے بندے
فَأِنِّي قَرِيبٌ ۝	میرے بارے میں
أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۝	تو بے شک میں بہت ہی قریب ہوں
فَلَيْسَتْ جِيبُوا لِي	میں قبول کرتا ہوں دعا ہر پکارنے والے کی جب بھی وہ
وَلْيُؤْمِنُوا بِي	پکارتا ہے مجھے
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾	پس انہیں چاہیے کہ وہ بھی کہنا مانیں میرا
	اور ایمان رکھیں مجھ ہی پر
	تاکہ وہ ہدایت پالیں۔

اس آیت میں روزہ کی عبادت کا حاصل یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے انسان میں اللہ تعالیٰ کی قربت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی بندہ اُس کی قربت چاہے تو اُسے بتا دیا جائے کہ وہ بہت قریب ہے۔ اُس کے اور بندہ کے درمیان کوئی واسطہ یا وسیلہ نہیں ہے۔

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے

پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

جب بھی کوئی پکارنے والا اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو وہ اُس کی پکار کا جواب دیتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے، رہ رو منزل ہی نہیں

ہر دور اور ہر مذہب میں نام نہاد مذہبی پیشواؤں نے اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان خود کو واسطہ اور وسیلہ قرار دیا اور بندوں سے نذرانے وصول کر کے اُن کا استحصال کیا۔ یہ آیت واسطوں اور وسیلوں کی نفی کر کے بندوں کو استحصال سے بچا رہی ہے اور اُن کے لیے رحمتِ خداوندی کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ البتہ یہ آیت خبردار بھی کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ دو طرفہ ہوگا۔ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا لیکن تم بھی تو اُس کے احکامات پر لبیک کہو اور اُس کا کہنا مانو۔ تم اُس کے احکامات کو پاؤں تلے روندو اور امید کرو کہ وہ تمہاری دعائیں پوری فرمائے گا، یہ ممکن نہیں۔

آیت ۱۸۷

مسلمانوں اور یہودیوں کے روزے کا فرق

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ ^ط	حلال کر دیا گیا تمہارے لیے روزہ کی رات میں جانا اپنی بیویوں کے پاس
هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ^ط	وہ لباس ہیں تمہارے لیے اور تم لباس ہو اُن کے لیے
عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ	جانتا ہے اللہ کہ تم (اُن کے پاس جا کر) خیانت کیا کرتے تھے اپنے آپ سے
فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ^ج	پس اُس نے نظر کرم فرمائی تم پر اور معاف کر دیا تمہیں

فَالَّذِينَ بَشَرُوا هُنَّ	سواب تم ملو ان سے
وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ	اور طلب کرو جو لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لیے
وَكُلُوا وَاشْرَبُوا	اور کھاؤ اور پیو
حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۚ	یہاں تک کہ نمایاں ہو جائے تمہارے لیے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے فجر کے وقت
ثُمَّ أَتُوا الصِّيَامَ إِلَى الْيَلِّ ۚ	پھر پورا کرو روزہ رات تک
وَلَا تُبَاشِرُوا هُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ ۚ	اور نہ ملو بیویوں سے جبکہ تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں
تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۚ	یہ اللہ کی طے کردہ حدیں ہیں پس مت قریب جاؤ ان کے
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ	اسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ اپنی آیات لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۶﴾	تاکہ وہ (اللہ کی نافرمانی سے) بچ سکیں۔

اس آیت میں فرمایا کہ مسلمان روزے کی راتوں میں بیویوں سے تعلق قائم کر سکتے ہیں اور طلوع فجر سے قبل سحری بھی کھا سکتے ہیں۔ یہودیوں کو ان کے روزے کی راتوں میں ان دواؤں کی اجازت نہ تھی۔ البتہ فرمایا کہ جب تم مساجد میں حالتِ اعتکاف میں ہو تو پھر بیویوں سے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

آیت ۱۸۸

زندگی بھر کے روزے کا حکم

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	اور نہ کھایا کرو اپنے مال آپس میں ناجائز طریقہ سے
وَتُدْءُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ	اور نہ ہی ذریعہ بناؤ انہیں (بطور رشوت دے کر) حکام تک رسائی کا
لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ	تاکہ تم کھا سکو کچھ حصہ لوگوں کے مال کا گناہ کے ساتھ
وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾	حالانکہ تم جانتے ہو۔

۳۳

اس آیت میں ایسے روزہ کا ذکر ہے جسے پوری زندگی رکھنا ضروری ہے۔ یہ روزہ دراصل پچنا ہے حرام کمائی کی ہر صورت سے۔ ارشاد ہوا کہ دوسروں کا مال ناحق طریقوں یعنی چوری، خیانت، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، ذخیرہ اندوزی، سود خوری، رشوت، دغا بازی وغیرہ سے مت کھاؤ۔ نہ ہی حکام کو رشوت دو تاکہ تم اپنی حرام خوری پر قانون کی گرفت سے بچ سکو۔

آیت ۱۸۹

نیکی کا خود ساختہ رسومات سے تعلق نہیں

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاهْلَةِ ۖ	اے نبی! وہ پوچھتے ہیں آپ سے چاند (کے گٹھنے بڑھنے) کے بارے میں
قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۖ	فرمائیے وہ مقررہ اوقات ہیں لوگوں کے لیے اور حج کے لیے
وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا	اور نہیں ہے یہ کوئی نیکی کہ تم آؤ گھروں میں اُن کے

پچھوڑے سے	
اور لیکن نیکی تو اُس کی ہے جو بچا (اللہ کی) نافرمانی سے	وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اتَّقَىٰ
اور آیا کرو گھروں میں اُن کے دروازوں سے	وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا
اور بچو (اللہ کی) نافرمانی سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔	وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۹﴾

اس آیت میں چاند کی اہمیت بتائی گئی کہ یہ اوقات معلوم کرنے کا ذریعہ ہے اور خاص طور پر حج کی عبادت کے وقت کا تعین کرتا ہے۔ مشرکین اگر حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لیتے اور گھر سے نکل پڑتے تو کسی ضرورت کے وقت دوبارہ گھر میں داخل ہونے کے لیے سیدھے راستہ سے آنا حرام سمجھتے۔ فرمایا کہ یہ تمہارا من گھڑت خیال ہے اور اس کا نیکی سے کوئی تعلق نہیں۔ نیکی اُس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اُس کی نافرمانی سے بچتا رہے یعنی متقی ہو۔ متقی کی صفات آیت ۷۷ میں سامنے آچکی ہیں۔

آیات ۱۹۰ تا ۱۹۲

اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کا حکم

اور لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے جو لڑتے ہیں تم سے	وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ
اور زیادتی نہ کرنا	وَلَا تَعْتَدُوا
بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا زیادتی کرنے والوں کو۔	إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۱۹﴾
اور قتل کرو انہیں جہاں کہیں بھی پاؤ انہیں	وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ
اور نکالو انہیں وہاں سے جہاں سے انہوں نے نکالا ہے تمہیں	وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ
اور فتنہ (اللہ کے راستہ سے روکنا) زیادہ برا ہے خونریزی	وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

سے	
اور نہ لڑو اُن سے مسجدِ حرام کے پاس	وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
یہاں تک کہ وہ لڑیں تم سے وہاں	حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۚ
پھر اگر وہ لڑیں تم سے (وہاں) تو قتل کرو انہیں	فَإِنْ قَتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۚ
اور اسی طرح سے بدلہ ہے کافروں کا۔	كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝۱۹۱
پس اگر وہ باز آجائیں	فَإِنْ انْتَهَوْا
تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔	فَإِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۱۹۲

ان آیات میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسے لوگوں سے لڑیں جو اُن پر ظلم کرتے رہے ہیں۔ پورے نئی دور میں مسلمانوں کو کفار کے ظلم کے مقابلے میں لڑنے کا نہیں بلکہ صبرِ محض، یعنی ہر تشدد کے جواب میں ہاتھ نہ اٹھانے کا حکم تھا۔ اب اجازت دی گئی کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دو۔ حدودِ حرم کو مشرکین کی نجاست سے پاک کر دو۔ اگر مشرکین حدودِ حرم کا پاس نہ کریں تو تم بھی اُن کی زیادتی کا جواب دو، لیکن خود نہ زیادتی کرو اور نہ ہی حدودِ حرم کی حرمت پامال کرو۔

آیات ۱۹۳ تا ۱۹۴

جب تک دینِ غالب نہ ہو جائے لڑتے رہو

اور لڑو اُن (مشرکین) سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ	وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ
اور ہو جائے (غالب) دین صرف اللہ کا	وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۚ
پھر اگر وہ باز آجائیں	فَإِنْ انْتَهَوْا

فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ①	تو بدلہ نہیں لیا جائے گا مگر صرف ظالموں سے۔
الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ	حرمت والے مہینہ کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہی ہے
وَالْحُرْمَتُ قِصَاصٌ ٦	اور تمام حرمتوں کا بھی بدلہ ہے
فَمَنْ اَعْتَدَى عَلَيْكُمْ	پھر جو زیادتی کرے تم پر
فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اَعْتَدَى عَلَيْكُمْ ٧	تو بدلہ لو اُس سے ویسا جیسی اُس نے زیادتی کی ہے تم پر
وَاتَّقُوا اللَّهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ②	اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

یہ آیات مسلمانوں کو حکم دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہونے تک دین کے دشمنوں سے جنگ جاری رکھو۔ اگر مخالفین حرمت والے مہینوں کا احترام نہ کریں تو تم بھی اُن کی زیادتی کا بدلہ لو۔ البتہ خود نہ حرمت والے مہینوں کی خلاف ورزی کرو اور نہ ہی کسی قسم کی زیادتی کرو۔

آیت ۱۹۵

ہلاکت سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں
وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ٨	اور نہ ڈالو (خود کو) اپنے ہاتھوں ہلاکت میں
وَأَحْسِنُوا ٩	اور نیکی کرتے رہو
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ③	بے شک اللہ پسند کرتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

ان آیات میں مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا کہ جنگ بغیر مال کے نہیں لڑی جاسکتی لہذا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ جان لو کہ مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا تمہیں آخرت میں جہنم سے بچائے گا اور دنیا میں بھی مال و جان کا جہاد ہی تمہاری بقاء، سلامتی اور وقار کا ضامن ہے۔

آیت ۱۹۶

حج اور عمرہ کے لیے احکامات

وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ^ط	اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کے لیے
فَإِنْ أَحْصَرْتُمْ	پھر اگر تم روک دیے جاؤ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ^ج	تو جو میسر ہو قربانی میں سے (وہ آگے بھیج دو)
وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ	اور نہ منڈاؤ اپنے سر
حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ	یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی کا جانور اپنی مقام پر
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا	پھر جو ہو تم میں سے بیمار
أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ	یا اُسے ہو کچھ تکلیف اپنے سر میں (اور وہ سر منڈوالے)
فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ	تو فدیہ ہو گاروزے رکھنا یا صدقہ دینا یا قربانی کرنا
فَإِذَا أَمِنْتُمْ ^{وقفہ}	پھر جب تم امن میں ہو جاؤ
فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ	تو جس نے فائدہ اٹھایا عمرہ کا حج کے ساتھ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ^ج	تو جو میسر ہو قربانی میں سے (پیش کرے)

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ	پھر جو نہ پائے قربانی کی طاقت
فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ	تو روزہ رکھنا ہے تین دن کا حج کے دوران
وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ^ط	اور سات دن کا جب تم لوٹ آؤ (گھر)
تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ	یہ پورے دس ہوئے (روزے)
ذَلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	یہ (ایک ہی سفر میں حج و عمرہ کرنے کی رعایت) اُس کے لیے ہے، نہیں ہیں جس کے گھر والے رہنے والے مسجدِ حرام کے پاس
وَاتَّقُوا اللَّهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ^ع	اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

۲۳
۸

ان آیات میں حج اور عمرہ کے حوالے سے ہدایات دی گئیں۔ حج و عمرہ کی نیت سے گھر سے نکلنے کے بعد اگر حرم پہنچنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پھر قربانی کا جانور حدودِ حرم تک پہنچانا ہو گا اور اُس کے قربان ہونے تک سرمنڈوانا ممنوع ہے۔ اگر مجبوری میں سرمنڈوانا پڑے تو پھر فدیہ میں تین روزے رکھنا ہوں گے یا چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہو گا یا ایک بکری کی قربانی پیش کرنا ہو گی۔ جو لوگ مسجدِ حرام سے دور آباد ہیں وہ ایک ہی سفر میں حج و عمرہ کر سکتے ہیں لیکن انہیں ایک قربانی پیش کرنا ہو گی۔ قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھنے ہوں گے۔ تین حج کے دنوں میں اور سات گھر لوٹ کر آنے کے بعد۔

آیات ۱۹۷ تا ۱۹۹

فریضہ حج کے آداب

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ ^ج	حج کے جانے پہچانے مہینے ہیں
---------------------------------------------	-----------------------------

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ	پس جس نے عزم کر لیا ان میں حج کا
فَلَا رَفْثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ	تو نہیں کرنی کوئی فحش گوئی اور نہ نافرمانی اور نہ جھگڑاج کے دوران
وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ	اور جو بھی تم کرو گے نیکی، جانتا ہے اُسے اللہ
وَتَزَوَّدُوا	اور زادِ راہ (یعنی ضروریاتِ سفر) لے لیا کرو
فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى	پھر بلاشبہ بہترین زادِ راہ اللہ کی نافرمانی سے بچنا ہے۔
وَاتَّقُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ ﴿٩٤﴾	اور بچو میری نافرمانی سے اے عقلمندو!
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ	نہیں ہے تم پر کوئی گناہ
أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ	کہ تم تلاش کرو کوئی فضل اپنے رب کی طرف سے
فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ	پھر جب تم واپس آؤ عرفات سے
فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ	تو ذکر کرو اللہ کا مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے پاس
وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ	اور ذکر اُس کا جیسے اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں
وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ﴿٩٥﴾	اور بے شک تم تھے اس سے پہلے یقیناً ناطقوں میں سے۔
ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ	پھر تم لوٹو وہیں سے جہاں سے لوٹتے ہیں لوگ
وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ	اور بخشش مانگو اللہ سے
إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٦﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات حج کے آداب سکھا رہی ہیں۔ حج کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ بے حیائی، نافرمانی، جھگڑے اور ریاکاری سے بچیں۔ حج کے سفر میں کسی پر بوجھ نہ بنیں اور اپنا خرچ ساتھ لے کر جائیں۔ حج کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور خاص طور پر اُس سے گناہوں کی بخشش مانگیں۔ حج کی قبولیت کا مظہر یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا رخ بدل جائے اور وہ خدا خونی کا پاکیزہ رنگ اختیار کر لے۔

آیات ۲۰۰ تا ۲۰۳

صرف دنیا کے طلب گار نہ بنو

فَاِذَا قُضِيَتْكُمْ مِّنَ سَكَمِكُمْ	پھر جب تم پورے کر چکو اپنے حج کے ارکان
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ	تو ذکر کرو اللہ کا جیسے تمہارا یاد کرنا ہوتا تھا اپنے باپ دادا کو
اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا	یا اس سے بھی زیادہ ہو ذکر کرنا (اللہ کا)
فَمِنَ النَّاسِ مَنُ يَقُولُ	پھر لوگوں میں سے کوئی دعا کرتا ہے
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا	اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں
وَمَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ ۝۲۰۰	اور نہیں ہے اُس کا آخرت میں کچھ حصہ۔
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ	اور اُن میں سے کوئی دعا کرتا ہے
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً	اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں بھلائی
وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً	اور آخرت میں بھی بھلائی
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۲۰۱	اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا	یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو اُنہوں نے کمایا
وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۲۱	اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔
وَادْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۝۲۲	اور ذکر کرو اللہ کا گنتی کے چند (یعنی تین) دنوں میں
فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ ۝۲۳	پھر جس نے جلدی کی دو دنوں میں تو نہیں ہے کوئی گناہ اُس پر
وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰ ۝۲۴	اور جس نے تاخیر کی (تین دن تک) تو نہیں کوئی گناہ اُس پر بھی (لیکن) اُس کے لیے جو بچتا رہے نافرمانی سے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاَعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۵	اور جان لو کہ تم اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔

ان آیات میں تلقین کی گئی کہ حج کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اُس سے دعائیں مانگتے رہو۔ البتہ اُس سے صرف دنیا کی نعمتیں نہ مانگو بلکہ آخرت میں بھی بھلائی عطا کرنے کی التجا کرو۔ جو لوگ صرف دنیا مانگیں گے اُن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ہاں جو لوگ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی دعا کریں گے اُنہیں اُن کے نیک اعمال کا اجر دیا جائے گا۔ خاص طور پر ہدایت دی گئی کہ ارکان حج کی تکمیل پر ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ کے دوران منیٰ کی وادی میں اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرو اور اُس کی نافرمانیوں سے بچنے کے لیے خصوصی احتیاط کرو۔

آیات ۲۰۴ تا ۲۰۷

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کردار

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے کہ (اے نبی!) بھلی لگتی ہے آپ کو جس کی بات دنیا کی زندگی کے بارے میں
وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ	اور وہ گواہ بناتا ہے اللہ کو اُس پر جو اُس کے دل میں ہے
وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۵﴾	حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔
وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا	اور جب بھی اُسے اختیار ملتا ہے، وہ کوشش کرتا ہے زمین میں کہ فساد مچائے اُس میں
وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ	اور برباد کر دے کھیتیوں اور نسلوں کو
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ﴿۲۰۶﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کو۔
وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ	اور جب کہا جاتا ہے اُس سے کہ بچو اللہ کی نافرمانی سے
أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ	تو پکڑے رکھتی ہے اُسے عزتِ نفس گناہ پر
فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ	پس کافی ہے اُس کے لیے جہنم
وَلَبِئْسَ الْبِهَادُ ﴿۲۰۷﴾	اور یقیناً وہ برا ٹھکانہ ہے۔
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو کھپا دیتا ہے اپنی جان حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رضا
مَرْضَاتِ اللَّهِ ط	

وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾

اور اللہ بہت ہی مہربان ہے (ایسے) بندوں پر۔

ان آیات میں دو کرداروں کا بیان ہے۔ ناپسندیدہ کردار یہ ہے کہ انسان گفتگو میں تو دوسروں کے دل موہ لینے کی کوشش کرے لیکن عملی طور پر جوں ہی موقع ملے دوسروں کی جان، مال اور آبرو کو نقصان پہنچائے۔ ایسے کردار کا انجام جہنم ہے۔ پسندیدہ کردار اُس کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر سب کچھ لٹا دینے پر آمادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسے پر خلوص لوگوں کے حق میں انتہائی نرمی و شفقت کرنے والا ہے۔

آیات ۲۰۸ تا ۲۱۰

پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو!
ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ۖ	داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے
وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ	اور پیروی نہ کرو شیطان کے نقش قدم کی
إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۲۰۸﴾	بے شک وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔
فَإِنْ زَلَلْتُمْ	پھر اگر تم ڈگمگائے
مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ	اس کے بعد کہ جو آچکے ہیں تمہارے پاس واضح دلائل
فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۰۹﴾	تو جان لو کہ اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلُلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ	وہ نہیں انتظار کر رہے ہیں مگر اس کا کہ آجائے اللہ بادلوں کے سائبانوں میں اور فرشتے

وَقُضِيَ الْأَمْرُ ط	اور فیصلہ کر دیا جائے معاملہ کا
وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۲۱﴾	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔

ان آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ پورے کے پورے اسلام پر عمل کرو۔ یعنی زندگی کے ہر گوشہ میں اور انفرادی و اجتماعی ہر سطح پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی جزوی اطاعت دراصل شیطان کی پیروی ہے۔ واضح ہدایات آنے کے باوجود پورے کے پورے اسلام پر عمل نہ کرنا اس بات کا مظہر ہے کہ انسان اب روز قیامت ہی کا انتظار کر رہا ہے جس روز اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ زمین پر جلوہ افروز ہوں گے اور تمام معاملات کا فیصلہ چکا دیا جائے گا۔

آیات ۲۱۱ تا ۲۱۲

ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے

سَلِّ بَنِي إِسْرَءِيلَ كَمَا آتَيْنَهُمْ مِّنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ ط	اے نبی! پوچھیے بنی اسرائیل سے کس قدر ہم نے دیں انہیں واضح نشانیاں
وَمَن يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ	اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت کو اس کے بعد کہ وہ آچکی ہو اُس کے پاس
فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱﴾	تو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔
زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا	خوشنما کر دی گئی ہے اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا دنیا کی زندگی
وَيَسْحَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا	اور وہ مذاق اڑاتے ہیں اُن کا جو ایمان لائے
وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ط	اور وہ جنہوں نے پرہیز گاری اختیار کی غالب ہوں گے

اُن پر روزِ قیامت	وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۲۱۱
اور اللہ رزق عطا فرماتا ہے جسے چاہے بے حساب۔	

یہ آیات بنی اسرائیل کے طرزِ عمل کے حوالے سے یہ حقیقت بیان کر رہی ہیں کہ ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ نعمتوں کی ناشکری کی وجہ سے یہ ہے کہ نادان لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ آخرت کے طلب گار متقیوں کو بیوقوف سمجھتے ہیں اور اُن کا مذاق اڑاتے ہیں۔ البتہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے متقی بندے جنت کے بلند مقامات پر ہوں گے اور اُس کی بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اس کے برعکس دنیا دار جہنم کی پستیوں میں سخت عذاب کا مزہ چکھ رہے ہوں گے۔

آیت ۲۱۳

تفرقہ کا سبب، چودھراہٹ کی خواہش

تھے سب لوگ ایک ہی امت	كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ
(جب اُنہوں نے اختلاف کیا) تو بھیجے اللہ نے انبیاءؑ بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر	فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۝
اور نازل فرمائی اُن کے ساتھ کتاب حق کے ساتھ	وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ
تاکہ وہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان اُس کا، اُنہوں نے اختلاف کیا تھا جس میں	لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۚ
اور اختلاف نہیں کیا اس میں مگر اُنہوں نے جنہیں دی گئی تھی کتاب	وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ
اس کے بعد کہ آپکی تھیں اُن کے پاس واضح نشانیاں	مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنٰتُ

بَغِيًّا بَيْنَهُمْ ۚ	ضد کی وجہ سے آپس میں
فَهَدَىٰ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا	پس ہدایت دی اللہ نے انہیں جو ایمان لائے
لِبَاِ اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِادْنَاهُ ۖ	اُس بات کی، انہوں نے اختلاف کیا تھا جس میں حق کے ذریعہ اپنی توفیق سے
وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۲۱۲	اور اللہ ہدایت عطا فرماتا ہے جسے چاہے سیدھے راستے کی۔

اس آیت میں ارشاد ہوا کہ پہلے انسان اللہ تعالیٰ کے نبیؐ تھے لہذا انواعِ انسانی نے ہدایت کے ساتھ دنیا میں اپنے سفر کا آغاز کیا۔ بعد میں جب بھی کچھ لوگوں نے ہدایت کی راہ سے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر اپنے بندوں پر حق کو واضح کر دیا۔ اختلافات کرنے والے انا پرست تھے اور اُن کے اختلافات کا سبب تھا باہم ضد اور اپنی برتری کی خواہش۔ آج مسلمانوں میں فرقہ واریت اور انتشار کا سبب بھی اس آیت کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

آیت ۲۱۲

جنت مشکلات میں گھیر دی گئی ہے

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ	کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں
وَلَا يَاتِكُمْ مِّثْلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ	حالانکہ اب تک نہیں آئے تم پر اُن لوگوں جیسے حالات جو گزر چکے ہیں تم سے پہلے
مَسَّتْهُمْ الْبَاسُ وَالْضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا	پہنچی انہیں سختی اور تکلیف اور وہ لرزادیے گئے
حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ	یہاں تک کہ پکار اٹھے رسولؐ
وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهُ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے تھے اُن کے ساتھ

مَتَى نَصْرُ اللَّهِ ۝	کب ہوگی اللہ کی مدد؟
إِلَّا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ۝۲۳	سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اس آیت میں خبردار کیا گیا کہ ایمان کے محض زبانی دعویٰ سے جنت نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ آزمائشوں کے ذریعہ بندوں کے خلوص کا امتحان لیتا ہے۔ جو آزمائشوں میں ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں وہی جنت میں جانے کے حق دار بنتے ہیں۔ ماضی میں اہل ایمان پر بلا دینے والی سختیاں اور آزمائشیں آئیں۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسولؐ اور اہل ایمان پکار اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ انہیں تسلی دی گئی کہ ثابت قدم رہو، عنقریب اللہ کی مدد آئے گی۔

آیت ۲۱۵

انفاق کن کے لیے کیا جائے؟

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۝	اے نبی! وہ پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا خرچ کریں؟
قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ	فرمائیے تم جو بھی خرچ کرو مال میں سے
فِلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وََالْيَتَامَىٰ وََالْمَسْكِينِ وَ	تو (خرچ کرو) والدین اور قرابت داروں اور یتیموں اور
ابْنِ السَّبِيلِ ۝	محتاجوں اور مسافروں کے لیے
وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ	اور جو بھی تم کرو گے نیکی
فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝۲۱۵	تو بلاشبہ اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

یہ آیت اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ انفاق کن لوگوں پر کیا جائے؟ بتایا گیا کہ انفاق کے حق دار والدین، قرابت دار، یتیم، محتاج اور مسافر ہیں۔ البتہ انفاق کے حوالے سے یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اس کے پیچھے نیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ اُسے ہر کسی کے انفاق کا علم ہے۔ اپنے انفاق کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں۔

آیت ۲۱۶

جنگ کی فرضیت کا حکم

کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كَرْهٌ لَّكُمْ ۚ	فرض کیا گیا ہے تم پر جنگ کرنا اور وہ ناپسند ہے تمہیں
وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ	اور ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ بہتر ہو تمہارے لیے
وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۚ	اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ بری ہو تمہارے لیے
وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

بَیِّنَاتٍ

اس آیت میں قتال یعنی جنگ کی فرضیت کا حکم دیا گیا ہے۔ ممکن ہے قتال لوگوں کو پسند نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کامل کی روشنی میں اسی میں خیر ہے۔ ظلم و استحصال کرنے والے اگر تبلیغ کے ذریعہ آمادہ اصلاح نہ ہوں تو پھر قتال کے ذریعہ سے اُن کے ظلم کو روکا جاتا ہے۔ انسان کا علم محدود ہے لہذا وہ خیر کو شر اور شر کو خیر سمجھ بیٹھتا ہے۔

آیت ۲۱۷

کفار کے جرائم زیادہ سنگین ہیں

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۚ	اے نبی! وہ پوچھتے ہیں آپ سے حرمت والے مہینے کے بارے میں یعنی جنگ کرنا کیسا ہے اُس میں؟
قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۚ	فرمائیے جنگ کرنا کہ اس ماہ میں بڑا گناہ ہے
وَصَدُّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكَفُّرٌ بِهِ	اور روکنا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اُس کے ساتھ

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝	اور (روکنا) مسجدِ حرام سے
وَإِخْرَاجِ أَهْلِهِ مِنْهُ	اور نکال دینا اُس میں بسنے والوں کو وہاں سے
أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ ۝	زیادہ بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک
وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۝	اور فتنہ زیادہ بڑا ہے خونریزی سے
وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ	اور ہمیشہ لڑتے رہیں گے تم سے (کافر)
حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۝	یہاں تک کہ پھیر دیں تمہیں تمہارے دین سے اگر ایسا کر سکیں
وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ	اور جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے
فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ	پھر مر اس حال میں کہ وہ کافر تھا
فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۝	تو یہی وہ (بد نصیب) ہیں کہ برباد ہو گئے اُن کے اعمال دنیا اور آخرت میں
وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۝	اور یہی لوگ جہنم والے ہیں۔
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یہ آیت مسلمانوں سے ہونے والی ایک خطا کا دفاع کر رہی ہے۔ ہوا یوں کہ وادیِ نخبہ میں مسلمانوں کی کفار سے اچانک مڈ بھڑ ہو گئی۔ مسلمانوں کے ہاتھوں ایک مشرک جہنم واصل ہو گیا۔ اتفاق سے یہ واقعہ حرمت والے مہینے میں ہوا۔ قریش نے اس پر طوفان اٹھا دیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حرمت والے مہینے میں جنگ کرنا حرام ہے۔ البتہ طوفان اٹھانے والے اپنے گریبان میں جھانکیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا۔ اُس کی راہ اور مسجدِ حرام سے دوسروں کو روکا۔ اُن کے جرائم اللہ

تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بڑے ہیں۔ اہل ایمان کو خبردار کیا گیا کہ کافروں کی باتوں کا اثر نہ لیں۔ وہ خود تو برباد ہوئے ہیں تمہیں بھی برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جس نے کفار کی باتوں میں آکر دین اسلام سے رخ پھیرا، پھر بغیر توبہ کیے مر گیا تو اُس کی تمام نیکیاں برباد ہو جائیں گی اور وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلے گا۔

آیت ۲۱۸

اللہ تعالیٰ کی رحمت کن کے لیے ہے؟

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَالَّذِينَ هَاجَرُوا	اور جنہوں نے ہجرت کی
وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں
أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ	یہی وہ لوگ ہیں جو امید رکھتے ہیں اللہ کی رحمت کی
وَاللَّهُ عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سچے امیدوار کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو دل سے ایمان لائے، پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وطن اور مال و اسباب کو چھوڑ کر ہجرت کی اور اُس کے دین کی سر بلندی کے لیے اُس کے دشمنوں کے خلاف جہاد کیا۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعائیں کرنے کے حق دار ہیں۔ دین کی خاطر قربانی نہ دینا اور پھر بھی اللہ کی رحمت کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

آیات ۲۱۹ تا ۲۲۰

تین سوالات کے جوابات

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ	اے نبی! وہ پوچھتے ہیں آپ سے شراب اور جوئے کے
--------------------------------------------	----------------------------------------------

بارے میں	
فرمائیے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے	قُلْ فِيهِمَا اِثْمٌ كَبِيرٌ
اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے	وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ
اور ان دونوں کا گناہ زیادہ بڑا ہے ان دونوں کے فائدہ سے	وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِمَّنْ نَّفَعِيهِمَا
اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے کیا خرچ کریں؟	وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ
فرمائیے جو بھی ضرورت سے زیادہ ہو	قُلِ الْعَفْوَ
اسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے آیات	كَذٰلِكَ يَبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰلَايَتِهِ
تاکہ تم غور و فکر کرو۔	لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ
دنیا اور آخرت میں	فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے یتیموں کے بارے میں	وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى
فرمائیے خیر خواہی کرنا ان کے لیے بہتر ہے	قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ
اور اگر تم شریک کر لو اپنے ساتھ انہیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں	وَ اِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَاٰخَاؤُكُمْ
اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے	وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمَصْلِحِ
اور اگر چاہتا اللہ تو یقیناً مشقت میں ڈال دیتا تمہیں	وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاعْتَدَكُمْ

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢١﴾

بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

ان آیات میں تین سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ شراب اور جوئے کے بارے میں ابتدائی حکم دیا گیا کہ ان میں بظاہر فائدہ ہے لیکن درحقیقت گناہ ہے۔ ان کے گناہ کا پہلو فائدہ سے بڑھ کر ہے۔ مال خرچ کرنے کے حوالے سے اسلام کی اخلاقی تعلیم بتائی گئی کہ جو ضرورت سے زائد ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو (قانونی اعتبار سے معین نصاب پر سال کے بعد زکوٰۃ دینا فرض ہے)۔ یتیموں کے حوالے سے اجازت دے دی گئی کہ تم اپنے اور ان کے مال میں شراکت کر کے کوئی مشترکہ ضرورت پوری کر سکتے ہو۔ البتہ اگر کسی کی نیت ان کا مال ہڑپ کرنے کی ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔ ان آیات میں اہم نکتہ یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ مختلف امور کی وضاحت اس لیے کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو۔ محض دنیا کی فکر کرنا دنیا داری ہے اور صرف آخرت کی فکر کرنا رہبانیت ہے۔

آیت ۲۲۱

مسلمانوں کا مشرکین سے نکاح جائز نہیں

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ^ط	اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں
وَلَا مَآءٌ مِّنْهُ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَا تُؤْمِنُ ^ج	اور یقیناً مومن کنیز بہتر ہے (آزاد) مشرک عورت سے اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں
وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ^ط	اور نکاح میں نہ دو اپنی عورتوں کو مشرکوں کے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں
وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَا تُؤْمِنُ ^ط	اور یقیناً مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک مرد سے، اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں

یہ (مشرک) تو بلاتے ہیں آگ کی طرف	أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ^ط
اور اللہ بلاتا ہے جنت اور بخشش کی طرف اپنی توفیق سے	وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ^ج
اور واضح فرماتا ہے اپنی آیات لوگوں کے لیے	وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ
تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔	لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ^ع

۱۱

اس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ مسلمانوں کا مشرکین سے نکاح جائز نہیں۔ نکاح مرد اور عورت کے درمیان محض شہوانی تعلق ہی نہیں بلکہ اس کے عقائد، اخلاق اور تمدن پر گہرے اثرات پڑتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک مسلمان فرد یا اس کی اولاد مشرکانہ تصورات اختیار کر کے گمراہ ہو جائے اور جہنمی قرار پائے۔ لہذا اس خطرے کی وجہ سے مشرکین کے ساتھ نکاح کو ناجائز قرار دیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ نکاح کرتے ہوئے ظاہری کمال و محاسن پر ایمان کو ترجیح دی جائے۔

آیات ۲۲۲ تا ۲۲۳

اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کی تیاری کرو

اور اے نبی! وہ پوچھتے ہیں آپ سے حیض کے بارے میں	وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ^ط
فرمائیے وہ تکلیف کی حالت ہے	قُلْ هُوَ أَذًى ^ل
پس الگ رہا کرو عورتوں سے حیض کی حالت میں	فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ^ل
اور قریب نہ جایا کرو ان کے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں	وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ^ج
پھر جب وہ پاک ہو جائیں	فَإِذَا تَطَهَّرْنَ
تو آؤ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے	فَاتَّوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ^ط

بے شک اللہ محبت کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں سے	إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ
اور وہ محبت کرتا ہے پاکیزگی اختیار کرے والوں سے۔	وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ٢٢٦
تمہاری بیویاں کھیتی ہیں تمہارے لیے	نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ
پس آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو	فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنْتُمْ ۚ
اور آگے بھیجوا اپنے لیے (نیکیاں)	وَقَدْ مُوَالٍ أَنْفُسَكُمْ ۚ
اور بچو اللہ کی نافرمانی سے	وَاتَّقُوا اللَّهَ
اور جان لو کہ تم ملنے والے ہو اُس سے	وَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلْقَوَةٌ ۚ
اور خوشخبری دیجئے مومنوں کو۔	وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ٢٢٧

ان آیات میں ارشاد ہوا کہ ایام ماہواری میں بیوی سے تعلق قائم کرنے کی اجازت نہیں۔ البتہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان کے ساتھ کھانا، پینا اور لیٹنا جائز ہے۔ پھر بشارت دی گئی کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں جو سابقہ گناہوں پر توبہ کرتے رہتے ہیں اور طہارت و پاکیزگی کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ مزید بیان ہوا کہ بیوی انسان کے لیے ایسی کھیتی ہے جس سے اُسے اولاد کی صورت میں عظیم پھل حاصل ہوتا ہے۔ ایسا پھل جو دنیا و آخرت دونوں میں کام آنے والا ہے۔ لہذا انسان کو اس کھیتی کے پاس محض تفریح یا لذت کے لیے نہیں بلکہ اولاد جیسی نعمت والا پھل حاصل کرنے کے لیے جانا چاہیے۔ پھر اولاد کی اچھی تربیت کرنی چاہیے تاکہ دنیا میں معاشرے کو دیانت دار افراد میسر ہوں اور آخرت کے لیے صدقہ جاریہ کا توشہ حاصل ہو۔ آخر میں تنبیہ کی گئی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہوگی۔ اگر اوپر دی گئی ہدایات پر عمل نہ کیا تو اللہ باز پرس فرمائے گا اور عمل کرنے کی صورت میں بھرپور انعامات سے نوازے گا۔

آیات ۲۲۴ تا ۲۲۵

نیکی نہ کرنے کی قسم مت کھاؤ

وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ	اور نہ بنا لیا کرو اللہ کو آڑ اپنی قسموں کے لیے
أَنْ تَبْرُوا أَوْ تَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ط	کہ تم نیکی اور پرہیز گاری اور لوگوں کے درمیان صلح کی کوشش نہ کرو گے
وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۴﴾	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ	نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ غیر ارادی بات پر تمہاری قسموں میں
وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ط	اور لیکن وہ پکڑے گا تمہیں اُن پر جس کا ارادہ کیا تمہارے دلوں نے
وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿۲۲۵﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت بردبار ہے۔

ان آیات میں نصیحت کی گئی کہ غصے میں اس طرح کی قسم مت کھاؤ کہ کسی کے ساتھ نیکی نہیں کروں گا، آئندہ پرہیز گاری اختیار نہیں کروں گا یا لوگوں کے درمیان صلح نہیں کراؤں گا۔ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے کسی بات کی قسم کھائی ہو اور بعد میں اُس پر واضح ہو جائے کہ اس قسم کے توڑ دینے ہی میں خیر اور بھلائی ہے، اُسے قسم توڑ دینی چاہیے اور کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ سورہ مائدہ آیت ۸۹ کے مطابق قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانا یا انہیں بقدر ستر پوشی کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ جو ایسا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ مسلسل تین دن کے روزے رکھے۔ البتہ جو قسمیں بطور تکیہ کلام یا بلا ارادہ زبان سے نکل جاتی ہیں، اُن پر نہ کفارہ ہے اور نہ ہی اُن پر گرفت ہوگی۔

آیات ۲۲۶ تا ۲۲۷

بیوی سے قطع تعلق کا مسئلہ

لِّلَّذِينَ يُؤْتُونَ مِنْ نِّسَائِهِمْ	اُن کے لیے جو قسم اٹھالیں قریب نہ جانے کی اپنی بیویوں کے
تَرَئِصْ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ۚ	انتظار کرنا ہے چار مہینے
فَاِنْ فَاَوْ	پھر اگر وہ رجوع کر لیں
فَاِنَّ اللّٰهَ عَفُوٌّ رَّحِيْمٌ ۝۳۱	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ	اور اگر وہ پکا ارادہ کر لیں طلاق کا
فَاِنَّ اللّٰهَ سَبِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۲	تو بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ شوہر کو اجازت نہیں کہ وہ ناراضگی کی بنیاد پر چارہ ماہ سے زائد بیوی سے قطع تعلق جاری رکھے۔ اگر کوئی قسم کھالے کہ اپنی بیوی کے قریب نہیں جاؤں گا تو وہ چار مہینے کے اندر اندر بیوی سے تعلق قائم کر لے یا پھر اُسے طلاق دے دے۔ پہلی صورت میں اُسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر وہ دونوں میں سے کوئی صورت اختیار نہیں کرے گا تو عدالت اُسے مجبور کرے گی کہ وہ بیوی سے تعلق قائم کرے یا اُسے طلاق دے تاکہ اُس عورت پر ظلم نہ ہو۔

آیت ۲۲۸

طلاق رجعی کا مسئلہ

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ	اور طلاق یافتہ عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک
---------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتَسِبْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ	اور جائز نہیں اُن کے لیے کہ چھپائیں جو پیدا کیا ہے اللہ نے اُن کے رحموں میں
إِنْ كُنَّ يُؤْمِنُنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ	اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر
وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۖ	اور اُن کے شوہر زیادہ حق دار ہیں اُن کو لوٹالینے کے اس (مدت) میں اگر وہ چاہیں اصلاح
وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۖ	اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے اُن پر حقوق ہیں (مردوں کے) دستور کے مطابق
وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ	اور مردوں کے لیے ہے اُن پر ایک درجہ (فضیلت)
وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝	اور اللہ زبردست ہے، کمال حکمت والا ہے۔

۲۸
۱۲

اس آیت کی رو سے طلاق یافتہ خاتون کی عدت تین ایام ماہواری تک ہے۔ یہ حکم اُن خواتین کے لیے ہے جو بالغ ہوں، شوہر سے مل چکی ہوں اور حاملہ نہ ہوں۔ ایک یا دو طلاق کے بعد عدت کے دوران طلاق رجعی ہوتی ہے یعنی شوہر بغیر دوبارہ نکاح کے رجوع کر سکتا ہے۔ اس آیت میں خاندانی زندگی کے حوالے سے ایک اہم بات یہ بیان کی گئی کہ عورتوں کے بھی حقوق ہیں جیسے کہ اُن کے اوپر فرائض ہیں۔ گویا مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ عورتوں پر واضح کیا گیا کہ خاندان کے سربراہ کی حیثیت مرد کو حاصل ہے اور انہیں چاہیے کہ شوہر کی برتری تسلیم کر کے اُس کی اطاعت کریں۔

آیت ۲۲۹

خلع لینے کی اجازت

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ ۖ	طلاق (رجعی) تو دو بار ہے
--------------------------	--------------------------

پھر روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ	فَامَسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ ط
اور جائز نہیں تمہارے لیے کہ تم لو اس میں سے جو تم نے دیا ہے انہیں کچھ بھی	وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اَتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا
سوائے اس کے کہ وہ دونوں ڈریں کہ وہ نہیں قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود	اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقْبِلَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ط
تو اگر تم خوف محسوس کرو کہ وہ دونوں نہیں قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود	فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقْبِلَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ
تو نہیں ہے کوئی گناہ ان دونوں پر اس میں کہ وہ عورت خود کو چھڑائے جس سے	فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِیْهَا اِفْتَدَتْ بِهٖ ط
یہ اللہ کی حدیں ہیں پس تجاوز مت کرو ان سے	تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ
اور جس نے تجاوز کیا اللہ کی حدود سے	وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
پس وہی لوگ ظالم ہیں۔	فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ﴿۳۹﴾

دورِ جاہلیت میں رواج تھا کہ کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیتا تو بھی وہ جب چاہتا اس سے رجوع کر لیتا۔ وہ غریب نہ تو اس کے ساتھ بس سکتی تھی اور نہ ہی اس سے آزاد ہو کر کسی اور سے نکاح کر سکتی تھی۔ یہ آیت اس ظلم و زیادتی کا خاتمہ کر رہی ہے اور آگاہ کر رہی ہے کہ رجوع کا حق صرف دو طلاق تک ہے۔ تیسری طلاق کے بعد یہ حق ختم ہو جائے گا۔ طلاق یافتہ بیوی سے مہر یا دیے گئے تحائف واپس لینا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر شوہر اور بیوی میں موافقت نہ ہو اور شوہر طلاق بھی نہ دے تو بیوی پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ کر یا کچھ اور مال دے کر شوہر سے خلع لے سکتی ہے۔

آیت ۲۳۰

طلاق مغلط کا مسئلہ

فَإِنْ طَلَّقَهَا	پھر اگر وہ طلاق دے اُسے (تیسری بار)
فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ	تو اب وہ عورت حلال نہیں اُس کے لیے اس کے بعد
حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۖ	یہاں تک کہ وہ نکاح کرے کسی اور خاوند سے اُس کے سوا
فَإِنْ طَلَّقَهَا	پھر اگر وہ (دوسرا خاوند) بھی طلاق دے دے اُسے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا	تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن دونوں پر کہ وہ رجوع کر لیں
إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ	اگر وہ دونوں خیال کرتے ہوں کہ وہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدود
وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ	اور یہ اللہ کی حدود ہیں
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾	وہ واضح کرتا ہے انہیں اُن کے لیے جو جاننا چاہیں۔

اس آیت میں طلاق سے مراد تیسری طلاق ہے جسے طلاق مغلط کہتے ہیں۔ اس طلاق کے بعد بیوی شوہر کے لیے حرام ہے۔ البتہ اگر وہ کسی اور شخص سے نکاح کے ذریعہ تعلق قائم کرے اور پھر وہ شوہر اُسے اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو اب یہ عدت کے بعد دوبارہ سابقہ شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس عمل کو شریعت میں حلالہ کہتے ہیں۔ البتہ حلالہ کا وہ رائج طریقہ جس میں کسی شخص سے معینہ مدت کے لیے نمائشی نکاح کرایا جاتا ہے ایک لعنتی فعل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس طرح حلالہ کرنے اور کروانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ایسا نمائشی نکاح، نکاح نہیں زنا کاری ہے۔ اس نکاح سے عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

آیت ۲۳۱

عورتوں پر ظلم نہ کرو

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ	اور جب تم طلاق دو عورتوں کو (ایک یا دو بار)
فَبَلَّغْنَ أَجَلَهُنَّ	پھر وہ پہنچنے کو آئیں اپنی عدت کو
فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ	تو روک لو انہیں بھلائی کے ساتھ
أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ	یا رخصت کر دو بھلائی کے ساتھ
وَلَا تُمَسِّكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا	نہ روکے رکھو انہیں تکلیف دینے کے لیے تاکہ تم زیادتی کرو
وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ	اور جس نے کیا ایسا
فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ	تو یقیناً اُس نے ظلم کیا اپنی جان پر
وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا	اور نہ بنا لو اللہ کی آیات کو مذاق
وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ	یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں
وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ	اور وہ (بھی یاد رکھو) جو نازل کیا ہے اُس نے تم پر کتاب اور حکمت میں سے
يَعِظُكُمْ بِهِ	وہ نصیحت کر رہا ہے تمہیں اُس کے ساتھ
وَاتَّقُوا اللَّهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے

وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝	اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔
-----------------------------------------------------	-------------------------------------------------

اس آیت میں بیویوں پر زیادتی کرنے والے مردوں کو تنبیہ کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو کھیل اور تماشانہ بنائیں۔ یہ تنبیہ اُن مردوں کے لیے ہے جو طلاق دینے کے بعد عدت ختم ہونے سے کچھ وقت پہلے رجوع کر لیتے تھے۔ پھر دوسری طلاق دیتے اور عدت کی تکمیل سے ذرا پہلے رجوع کر لیتے۔ پھر تیسری طلاق دیتے اور یوں خاتون کی عدت تین گنا طویل ہو جاتی۔ بظاہر اس صورت میں شریعت کا حکم نہ ٹوٹا لیکن حکم کی روح مجروح ہو جاتی۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کھیلنا۔ دل میں تقویٰ نہ ہو تو شریعت کے ساتھ اسی طرح کا مذاق کیا جاتا ہے اور حیلوں کے ذریعہ شریعت کی روح کو پامال کیا جاتا ہے۔

آیت ۲۳۲

طلاق بائن کا مسئلہ

وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ	اور جب تم طلاق دو عورتوں کو (ایک یا دو بار)
فَبَلَّغْنَ أَجَلَهُنَّ	پھر وہ پہنچنے جائیں اپنی عدت کو
فَلَا تَعْصُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحَنَّ أَزْوَاجَهُنَّ	تو مت روکو انہیں کہ وہ نکاح کر لیں اپنے شوہروں سے
إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۖ	جبکہ وہ دونوں راضی ہوں آپس میں بھلے طریقے پر
ذَلِكَ يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ	یہ حکم ہے نصیحت کی جاتی ہے اس کی اُسے جو تم میں سے ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت کے دن پر
ذَلِكَمُ أَزْكَى لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۖ	یہی زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور زیادہ ستھرا
وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اگر کسی عورت کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں اور عدت کے دوران رجوع نہ کیا ہو تو اب یہ طلاقِ بائن کہلائے گی۔ وہ عورت اب کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور سابقہ شوہر سے بھی دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر وہ اور اُس کا سابقہ شوہر دونوں آپس میں دوبارہ نکاح پر راضی ہوں تو عورت کے رشتے داروں کو اس میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ نیز اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہو اور عورت عدت کے بعد اُس سے آزاد ہو کر کہیں دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہتی ہو تو اُس سابق شوہر کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ اُس کے نکاح میں رکاوٹ بنے اور یہ کوشش کرتا پھرے کہ جس عورت کو اُس نے چھوڑا ہے، اُسے کوئی نکاح میں لانا قبول نہ کرے۔ گویا مطلقہ عورتوں کو اپنی مرضی کی شادی کرنے سے بلا شرعی وجہ کے روکنا حرام ہے۔

آیت ۲۳۳

رضاعت کا مسئلہ

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ	اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال
لِئِنْ أَرَادَ أَنْ يَنْتَعِمَ الرِّضَاعَةَ	(یہ مدت) اُس کے لیے ہے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ پلانے کی مدت
وَعَلَى الْوَالِدِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ	اور اُس کے ذمہ جس کا بچہ ہے اُن کا کھانا اور اُن کا لباس ہے دستور کے مطابق
لَا تُكَلِّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا	ذمہ داری نہیں دی جاتی کسی کو مگر اُس کی حیثیت کے مطابق
لَا تُضَارُّ وَالِدَةُ ابْنًا بَوْلَهَا	نہ نقصان پہنچایا جائے ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے
وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ	اور نہ ہی (نقصان پہنچایا جائے) اُس کو جس کا بچہ ہے اُس کے بچہ کی وجہ سے

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ ۚ	اور وارث پر بھی اسی طرح کی ذمہ داری ہے
فَإِنْ أَرَادَ فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ	پھر اگر وہ دونوں ارادہ کر لیں دودھ چھڑانے کا آپس کی رضامندی اور مشورہ سے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۖ	تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن دونوں پر
وَإِنْ أَرَدْتُمُ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ	اور اگر تم چاہو کہ دودھ پلواؤ (کسی دایہ سے) اپنی اولاد کو
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّا أَتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۖ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر جب تم پورا پورا ادا کر دو (دایہ کو) جو تم نے دینا تھا دستور کے مطابق
وَاتَّقُوا اللَّهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۲۳۳﴾	اور جان لو کہ اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں مسئلہ رضاعت کا بیان ہے۔ مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال بیان ہوئی۔ جو مدت رضاعت پوری کرنا چاہے تو اُس کی طلاق یافتہ بیوی پر لازم ہے کہ وہ دو سال تک بچے کو دودھ پلائے۔ اس مدت کے دوران دودھ پلانے والی کے اخراجات کی ذمہ داری بچے کے والد پر ہوگی۔ والد فوت ہو جائے تو اُس کے ورثاء یہ ذمہ داری ادا کریں گے۔ مدت رضاعت کی تکمیل سے پہلے ہی دودھ چھڑانے کا فیصلہ باہم مشاورت و رضامندی سے کیا جاسکتا ہے۔ ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ اُس کا معاوضہ دستور کے مطابق ادا کر دیا جائے۔ خاص ہدایت یہ دی گئی کہ اس معاملہ میں کسی فریق کے ساتھ بھی زیادتی نہ کی جائے۔

آیت ۲۳۴

بیوہ کی عدت

وَالَّذِينَ يَتَوَقَّوْنَ مِنْكُمْ	اور جو لوگ فوت ہو جائیں تم میں سے
وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا	اور چھوڑ جائیں بیویاں
يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا	تو چاہیے کہ وہ انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس راتیں
فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ	پس جب وہ پہنچ جائیں اپنی عدت کی مدت کو
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اس میں جو وہ کریں اپنے لیے دستور کے مطابق
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۳۴﴾	اور اللہ اس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اس آیت کی روشنی میں بیوہ خاتون کی عدت چار ماہ اور دس راتیں ہے۔ یہ عدت وفات اُن عورتوں کے لیے بھی ہے جن کا شوہر اس سے تعلق قائم نہیں ہوا۔ البتہ حاملہ عورت کی عدت وفات وضع حمل تک ہے۔ عدت کے دوران بیوہ نہ نکاح کرے گی اور نہ ہی کسی قسم کی زیب و زینت اختیار کرے گی۔

آیت ۲۳۵

عدت کے دوران نکاح کی ممانعت

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خُطْبَةٍ	اور نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اس میں کہ تم اشارۃً پیش کرو نکاح کا پیغام عورتوں کے لیے
---------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------

النِّسَاءِ	
أَوْ أَكُنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ^ط	یا تم اُس کو پوشیدہ رکھو اپنے جیوں میں
عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ	اللہ جانتا ہے کہ تم یاد کرتے رہتے ہو انہیں
وَلَكِنْ لَا تَوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا	اور لیکن کوئی وعدہ نہ کرنا ان سے خفیہ طور پر
إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ^ه	سوائے اس کے کہ تم کہہ دو کوئی بھلی بات
وَلَا تَعَزِّمُوا عَقْدَةَ النِّكَاحِ	اور نہ پکی کر لو نکاح کی گرہ
حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ^ط	یہاں تک کہ پہنچ جائے عدت کا حکم اپنی مدت کو
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ	اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تمہارے جیوں میں ہے
فَاحْذَرُوهُ ^ج	سو ڈرتے رہو اُس سے
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ^ع	اور جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔

۴۴

عدت کے دوران کسی خاتون سے نکاح کرنا یا نکاح کا واضح الفاظ میں پیغام دینا جائز نہیں۔ البتہ اشارے میں نکاح کا پیغام دیا جاسکتا ہے مثلاً میرا ارادہ شادی کرنے کا ہے یا میں نیک عورت کی تلاش میں ہوں یا ولی سے کہا جائے کہ اس کے نکاح کی بابت فیصلہ کرنے سے قبل مجھے اطلاع ضرور کرنا وغیرہ۔ البتہ جس خاتون کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں اُس کو عدت کے اندر اشارے میں بھی نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے اُس کا شوہر رجوع ہی کر لے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جی کی باتیں جانتا ہے سو ناجائز ارادوں سے بچنا چاہیے۔ ناجائز ارادہ ہو گیا تو اس پر توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنی چاہیے۔

آیات ۲۳۶ تا ۲۳۷

رخصتی سے قبل طلاق کا مسئلہ

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ	نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اگر تم طلاق دو عورتوں کو
مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ	وہ کہ نہیں چھوا تم نے جن کو
أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۖ	یا تم نے نہیں مقرر کیا ان کے لیے مہر
وَمَتَّعُوهُنَّ ۚ	اور کچھ سامان دو انہیں
عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرُهُ	خوشحال پر (دینا واجب) ہے اپنی حیثیت کے مطابق
وَعَلَى الْفَقْرِ قَدَرُهُ ۚ	اور تنگدست پر (دینا واجب) ہے اپنی گنجائش کے مطابق
مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۚ	سامان دینا ہے دستور کے مطابق
حَقًّا عَلَى الْبُحْسَيْنِ ﴿۲۳۶﴾	لازم ہے نیک لوگوں پر۔
وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ	اور اگر تم نے طلاق دی ہے انہیں اس سے پہلے کہ تم نے
وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً	چھوا ہوا انہیں
فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ	اور تم مقرر کر چکے تھے ان کے لیے مہر
إِلَّا أَنْ يَعْفُوَا	تو نصف (دینا) ہو گا اُس کا جو تم نے مقرر کیا ہے
أَوْ يَعْفُوا الَّذِي بِيَدِهِ عَقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ	سوائے اس کے کہ وہ عورتیں معاف کر دیں
	یا معاف کر دے وہ جس کے ہاتھ میں ہے نکاح کی گرہ

وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ	اور اگر تم معاف کر دو (تو یہ) زیادہ قریب ہے تقویٰ سے
وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۖ	اور نہ بھولو احسان کرنا آپس میں
إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۲۶	بے شک اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

رخصتی سے قبل طلاق دینا جائز ہے۔ اس صورت میں خاتون پر عدت کی پابندی نہیں۔ اگر مہر مقرر کیا جا چکا تھا تو آدھا ادا کرنا ہوگا۔ ہاں اگر بیوی اپنا حق معاف کر دے تو شوہر کو کچھ نہیں دینا پڑے گا۔ البتہ اگر شوہر فیاضی کا برتاؤ کرتے ہوئے پورا مہر ہی دے دے تو یہ زیادہ پرہیزگاری والا طرزِ عمل ہے۔ اسی طرح اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو بھی فراخ دلی کے ساتھ کوئی تحفہ دے کر بیوی سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

آیات ۲۳۸ تا ۲۳۹

نمازوں کی حفاظت کرو

حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ	حفاظت کرو نمازوں کی
وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ ۖ	اور (بالخصوص) درمیانی نماز کی
وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝۲۷	اور کھڑے ہو اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہوئے۔
فَإِنْ خِفْتُمْ فِرْجَالًا أَوْ دُكْبَانًا ۖ	پھر اگر تمہیں خوف ہو تو چلتے چلتے یا سواری پر (نماز پڑھ لو)
فَإِذَا أَمِنْتُمْ	پھر جب تمہیں امن حاصل ہو جائے
فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ	تو یاد کرو اللہ کو جیسے اُس نے سکھایا ہے تمہیں
مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝۲۸	وہ جو تم نہیں جانتے تھے۔

وسطی کے معنی درمیان والی چیز کے ہیں اور ایسی چیز کے بھی جو اعلیٰ اور اشرف ہو۔ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد درمیان والی نماز بھی ہو سکتی ہے اور ایسی نماز بھی جو صحیح وقت پر پورے آداب، خشوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف دلی طور پر متوجہ ہو کر ادا کی جائے۔ اکثر مفسرین نے صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز لی ہے کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں درمیانی نماز ہے۔ یہ وقت کاروبار سمیٹنے اور بڑی مشغولیت کا ہوتا ہے لہذا خیال رکھا جائے کہ اس وقت کی نماز فوت نہ ہو۔ نکاح و طلاق کے مسائل کے بیان کے دوران اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت اور بالخصوص اُن میں عاجزی اور خشوع و خضوع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ نماز نہ صرف اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کا ذریعہ ہے بلکہ آخرت کی جوابدہی کی یاد دہانی کی بھی ایک مؤثر صورت ہے۔ جس طرح ہم نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں ایسے ہی یَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ کے مصداق روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے لیے کھڑے ہوں گے۔ جوابدہی کا یہ احساس انسان کو تمام امور بشمول نکاح و طلاق کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچاتا ہے۔ جو نماز پڑھے لیکن معاملات میں شریعت کی پابندی نہ کرے، اُس کی نماز درحقیقت نماز ہی نہیں۔

آیت ۲۴۰

بیوہ کے حق میں وصیت

وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ	اور جو لوگ فوت ہو جائیں تم میں سے
وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا	اور چھوڑ جائیں بیویاں
وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَّاعًا إِلَى الْوَلَدِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ	(انہیں چاہیے کہ) وصیت کر جائیں اپنی بیویوں کو خرچ دینے کی ایک سال تک بغیر انہیں (گھر سے) نکالے ہوئے
فَإِنْ خَرَجْنَ	پھر اگر وہ خود نکل جائیں
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ	تو نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اُس میں جو وہ کریں اپنے لیے

دستور کے مطابق	مَعْرُوفٌ ط
اور اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔	وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۲۳۰

اس آیت میں بیان شدہ حکم ابتداء میں دیا گیا تھا جسے بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ ابتدائی حکم یہ تھا کہ مرد وفات کے وقت ورثاء کو وصیت کر جائے کہ اُس کے بعد اُس کی بیوہ کو ایک سال تک گھر سے نہ نکالا جائے اور اس دوران اُس کے تمام اخراجات برداشت کیے جائیں۔ بعد میں جب سورہ بقرہ کی آیت ۲۳۴ میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر ہو گئی، نیز آیت میراث یعنی سورہ نساء آیت ۱۲ کی رو سے خاوند کے ترکہ میں بیوہ کا حصہ مقرر ہو گیا تو سورہ بقرہ کی اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اب بیوہ کے لیے حکم ہے کہ وہ عدت کے ایام اپنے مرنے والے شوہر کے ہاں گزارے اور بعد میں وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرنے میں آزاد ہے۔

آیت ۲۴۱

علیحدگی کے وقت حسن سلوک

اور طلاق یافتہ عورتوں کو کچھ سامان دینا ہے دستور کے مطابق	وَالْمُطَلَّقَاتُ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ط
لازم ہے پرہیزگاروں پر۔	حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۲۴۱

اس آیت میں تاکید کی گئی کہ طلاق کی صورت میں علیحدگی کو خوبصورت بنایا جائے اور بیوی کو حسن سلوک کرتے ہوئے کچھ تحائف دے کر رخصت کیا جائے۔ پرہیزگار اس تاکید کو اپنے لیے لازم سمجھیں۔

آیت ۲۴۲

اللہ تعالیٰ کیوں آیات کو واضح فرماتا ہے؟

اسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات	كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ
تاکہ تم سمجھو۔	لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۲۴۲

ع

اللہ تعالیٰ نے نکاح، طلاق اور خاندانی معاملات کے بارے میں تفصیلی ہدایات عطا فرمائی ہیں تاکہ ہم انہیں سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ ہم اہل پاکستان کی اس حوالے سے بہت بڑی محرومی ہے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے ہمارے عائلی قوانین شریعت کے مطابق تھے۔ ہندوستان میں آج بھی ایسا ہی ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان میں ۱۹۶۲ء ان قوانین کو تبدیل کر کے غیر اسلامی بنادیا گیا۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا تسلسل اسی نافرمانی کی سزا ہے۔

آیت ۲۴۳

موت کا خوف تمہیں جہاد سے نہ روکے

کیا تم نے نہیں دیکھا انہیں جو نکلے تھے اپنے گھروں سے	أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
جبکہ وہ ہزاروں میں تھے	وَهُمُ الْوُفَّ
موت کے ڈر سے	حَذَرَ الْمَوْتِ
تو فرمایا انہیں اللہ نے کہ مر جاؤ	فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا
پھر اللہ نے زندہ فرمایا انہیں	ثُمَّ أَحْيَاهُمْ
بے شک اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے لوگوں پر	إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ
اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔	وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۳۴﴾

اس آیت میں تاریخ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے جس کی تفصیل میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ یہ قوم کسی وقت جہاد میں قتل ہونے کے ڈر سے یا کسی وبائی مرض کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل کھڑی ہوئی تاکہ موت کے منہ میں جانے سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موت سے دوچار کیا اور پھر اپنے فضل سے دوبارہ زندہ کر دیا۔ گویا بتا دیا کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی طے کردہ تقدیر سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ اگلی آیت میں جہاد کرنے کا حکم ہے۔ اس حکم سے پہلے

آگاہ کر دیا گیا کہ موت کا وقت متعین ہے۔ جہاد سے گریز کر کے اسے ٹالا نہیں جاسکتا۔ لہذا جہاد سے جی مت چراؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی موت حاصل کرنے کی تمنا کرو۔

آیات ۲۴۴ تا ۲۴۵

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کرو

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	اور جنگ کرو اللہ کی راہ میں
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَبِّحٌ عَلَيْهِ ۝۲۴۴	اور جان لو کہ اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا	کون ہے جو قرض دے اللہ کو بہترین قرض
فَيُضْعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۝۲۴۵	تو بڑھادے اللہ اس قرض کو اُس کے لیے کئی گنا
وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ ۝۲۴۶	اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور کشادگی دیتا ہے
وَالِيهِ تُرْجَعُونَ ۝۲۴۷	اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے زندگی بھر جہاد نہ کیا اور نہ ہی اُس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال پیدا ہوا وہ منافقت کی ایک صورت پر مرا (مسلم)۔ ان آیات میں جان کے ساتھ مال بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانے کی تلقین کی گئی۔ رزق کی کشادگی اور کمی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی کمی نہیں ہوتی بلکہ وہ اُس میں کئی کئی گنا اضافہ فرماتا ہے۔ جو مال اُس کے دین کی تبلیغ اور غلبے کے لیے خرچ کیا جائے، وہ اُسے اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے۔ یہ کمالِ لطف و کرم ہے کہ اُسی نے بندے کو پیدا فرمایا اور اُسے مال بھی عطا فرمایا لیکن وہ بندے کے خرچ کیے ہوئے مال کو قرض قرار دے رہا ہے۔ پھر بندے کو خوشخبری دے رہا ہے کہ حق کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال نہ صرف واپس ملے گا بلکہ اُس میں کئی گنا اضافہ بھی کیا جائے گا۔

آیت ۲۴۶

بنی اسرائیل کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ سے گریز

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ	کیا تم نے نہیں دیکھا بنی اسرائیل کے سرداروں کو موسیٰؑ کے بعد
اِذْ قَالُوا لِنَبِيِّنَا اَبْعَثْ لَنَا مَلِكًا يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ	جب انہوں نے کہا تھا اپنے نبیؑ سے کہ مقرر کر دیجئے ہمارے لیے ایک بادشاہ تاکہ ہم جنگ کریں اللہ کی راہ میں
قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا	نبیؑ نے کہا کہ کیا تم سے اس کا بھی امکان ہے کہ اگر جنگ فرض کر دی جائے تم پر تو تم جنگ نہ کرو
قَالُوا وَمَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ	انہوں نے کہا اور ہمیں کیا ہے کہ ہم جنگ نہ کریں اللہ کی راہ میں
وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَابْنَاءِنَا	جبکہ ہم دور کر دیے گئے ہیں اپنے گھروں اور بیٹوں سے
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ	پھر جب فرض کی گئی اُن پر جنگ
تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ	تو انہوں نے رُخ پھیر لیا سوائے چند کے اُن میں سے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٤٦﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔

اس آیت سے تاریخ بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد حضرت یوشع بن نونؑ کی قیادت میں بنی اسرائیل نے فلسطین فتح کیا اور حکومت قائم کر لی۔ کچھ ہی عرصہ بعد اُن کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ایک دوسری

قوم نے انہیں فلسطین سے نکال باہر کیا۔ اب انہوں نے اُس وقت کے نبی حضرت سموئیلؑ سے ایک ایسا بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی جس کی قیادت میں وہ دوبارہ فلسطین کے حصول کے لیے جنگ کر سکیں۔ نبیؑ نے اُن سے دریافت کیا کہ اگر تم پر جنگ فرض کر دی گئی تو کیا تم لڑنے سے گریز تو نہ کرو گے؟ انہوں نے یقین دلایا کہ ہم ہر گز ایسا نہیں کریں گے اور کر بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ ہم پہلے ہی بے گھر ہو چکے ہیں۔ دشمنوں نے ہماری املاک چھین لی ہیں اور ہمارے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا رکھا ہے۔ لہذا ہم کیوں نہ ان سے لڑیں گے۔ لیکن اس کے باوجود جب اُن پر جنگ فرض کر دی گئی تو اُن کی اکثریت مختلف حیلے اور بہانے بنا کر جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے لگی۔

آیات ۲۴۷ تا ۲۴۸

اہمیت مال کی نہیں علم کی ہے

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ	اور کہا اُن سے اُن کے نبیؑ نے
إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ	بے شک اللہ نے مقرر فرمادیا ہے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ
قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا	کہنے لگے کیونکر ہو سکتی ہے اُس کے لیے بادشاہت ہم پر؟
وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ	اور ہم زیادہ حق دار ہیں بادشاہت کے اُس سے
وَلَمْ يُوْتِ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ	اور نہیں دی گئی اُسے وسعت مال میں
قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ	کہا نبیؑ نے بے شک اللہ نے چن لیا ہے اُسے تم پر
وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۚ	اور زیادہ دی ہے اُسے فراخی علم اور جسم میں
وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ	اور اللہ دیتا ہے اپنی بادشاہت (کی امانت) جسے چاہتا ہے

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، خوب جاننے والا ہے۔
وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ	اور کہا اُن سے اُن کے نبی نے
اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهِ	بے شک اُس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے
اَنْ يَّاتِيَكُمْ التَّابُوتُ	کہ آجائے گا تمہارے پاس وہ تابوت
فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	جس میں سامانِ تسکین ہے تمہارے رب کی طرف سے
وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ الْـمُؤْمِنُ وَالْـمُؤْمِنَاتُ	اور باقی ماندہ تبرکات ہیں اُس میں سے جو چھوڑے تھے
تَحِيَّاتُ الْمَلَائِكَةِ ۚ	آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون نے اٹھالائیں گے اُسے فرشتے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآیَةً لَّاكُمْ	بے شک اس میں یقیناً ایک نشانی ہے تمہارے لیے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝	اگر تم مومن ہو۔

بنی اسرائیل کے سرداروں نے جب اپنے نبیؑ سے بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی تو نبیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ سرداروں نے اعتراض کیا کہ ایسے شخص کو یہ منصب کیوں دیا گیا جس کے پاس مال و دولت نہیں۔ نبیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مال سے زیادہ اہمیت علم کی ہے۔ حضرت طالوت نہ صرف علم میں ممتاز مقام رکھتے ہیں بلکہ جسمانی طور پر بھی بہت قوی ہیں۔ قیادت کے لیے زیادہ مناسب فرد وہ ہو سکتا ہے جو ذہنی و جسمانی دونوں طرح کی لیاقتوں کا حامل ہو۔

آیت ۲۴۹

اہمیت اسباب کی نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ہے

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ^۱	پھر جب نکلا طالوت اپنے لشکروں کے ساتھ
قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ^۲	کہا بے شک اللہ آزمائے گا آپس کو نہر سے
فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي ^۳	پس جس نے پیاس میں سے تو وہ نہیں ہے میرا ساتھی
وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي ^۴	اور جس نے نہ چکھا اسے تو یقیناً وہ میرا ساتھی ہے
إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ^۵	سوائے اس کے کہ بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے
فَشَرَبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ^۶	تو انہوں نے پیاس میں سے سوائے چند کے ان میں سے
فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ^۷	پھر جب عبور کیا نہر کو طالوت نے اور انہوں نے جو ایمان رکھتے تھے اُس کے ساتھ
قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ^۸	کہا چند ساتھیوں نے نہیں ہے طاقت ہمارے پاس آج جالوت اور اُس کے لشکروں سے مقابلے کی
قَالَ الَّذِينَ يُظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا اللَّهَ ^۹	کہا دوسرے ساتھیوں نے جو خیال کرتے تھے کہ وہ ملنے والے ہیں اللہ سے
كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ ^{۱۰}	کتنی ہی چھوٹی جماعتیں
غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ^{۱۱}	غالب ہوئیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے
وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ^{۱۲}	اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت طالوت جب لشکر لے کر فلسطین پر قابض قوم کے خلاف نکلے تو انہوں نے راستہ میں ایک نہر پر ساتھیوں کے نظم کا امتحان لیا۔ فرمایا کہ میرے ساتھ وہی آگے جائے گا جو نہر میں سے صرف چلو بھر پانی پیے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ تھوڑی دیر کے لیے اپنی پیاس ضبط نہ کر سکیں، کیا اُن پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں پامردی دکھائیں گے؟ اطاعتِ امیر ہر حال میں ضروری ہے تاہم دشمن سے معرکہ آرائی کے وقت تو اس کی اہمیت کئی گنا ہو جاتی ہے۔ پھر جنگ میں کامیابی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فوجی اُس دوران بھوک پیاس اور دیگر تکالیف کو نہایت حوصلے سے برداشت کرے۔ چنانچہ ان دونوں باتوں کی تربیت اور امتحان کے لیے لشکر کی آزمائش کی گئی۔ لیکن تنبیہ کے باوجود اکثریت نے پانی پی لیا اور وہ نظم کے اس امتحان میں کامیاب نہ ہو سکی۔ جب اُن کے لشکر کا دشمن کے لشکر کے ساتھ آمناسا منا ہوا تو دشمن کی تعداد اور وسائل دیکھ کر اُن کے بعض ساتھی مرعوب ہو گئے۔ ایسے میں چند اللہ والوں نے کہا کہ کامیابی تعداد کی کثرت اور اسلحہ کی فراوانی پر منحصر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مدد سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد انہیں ملے گی جو ڈٹ جانے والے ہیں۔ کتنی ہی بار ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعت غالب آئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کی مدد سے۔

آیات ۲۵۰ تا ۲۵۱

مجاہدین فی سبیل اللہ تعالیٰ کی قوت و ہمت کا اصل راز

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ	اور جب وہ سامنے ہوئے جالوت اور اُس کے لشکروں کے
قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا	دعا کرنے لگے اے ہمارے رب! انڈیل دے ہم پر صبر
وَوَثِّبْتَ أَقْدَامَنَا	اور جمائے رکھ ہمارے قدموں کو
وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝	اور مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلے میں۔
فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ	تو انہوں نے شکست دی کافروں کو اللہ کے حکم سے

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ	اور قتل کیا داؤدؑ نے جالوت کو
وَاتَّهَىٰ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ	اور دی انہیں اللہ نے حکومت اور حکمت
وَعَلَّمَهُ مَبَاشًا ^ط	اور سکھایا انہیں اُس میں سے جو چاہا
وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ^ل	اور اگر نہ مٹاتا رہتا اللہ لوگوں کو یعنی اُن میں سے کچھ کو دوسروں سے
لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ	یقیناً برباد ہو جاتی زمین
وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ^{٥٩}	اور لیکن اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے تمام جہانوں پر۔

ان آیات میں رہنمائی دی گئی کہ مجاہدین فی سبیل اللہ کی قوت اور اُن کے عزم و ہمت کا اصل راز یہ ہے کہ اُن کا رجوع ہر حال میں اور ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہوتا ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور سب کچھ اُسی کے قبضہ قدرت و اختیار میں ہے۔ جب اُس کی مدد ہو تو پھر کامیابی ہی کامیابی ہے۔ حضرت طالوت اور اُن کے ساتھیوں نے جالوت کی جنگجو اور کیل کانٹے سے لیس فوج کے مقابلہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر صبر، استقامت، نصرت اور فتح کی دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعائیں قبول فرمائیں اور مسلمانوں کی ایک نہایت قلیل تعداد کافروں کی بڑی تعداد پر غالب آگئی۔ لشکر میں شامل حضرت داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے انہیں علم و حکمت سے نوازا، نبوت پر سرفراز فرمایا اور خلافت عطا فرمائی۔

آیت ۲۵۲

قرآن حکیم میں واقعات کے بیان کا مقصد

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ^ط	یہ اللہ کی آیات ہیں، ہم تلاوت کر رہے ہیں انہیں (اے نبی! آپ پر حق کے ساتھ
-------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------

وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٥٦﴾

اور بے شک آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قرآن حکیم میں واقعات کے بیان کا مقصد محض داستان گوئی نہیں بلکہ بندوں کے لیے عبرت و موعظت اور علم و حکمت کا حصول ہوتا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ پر ان واقعات کا وحی کیا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ واقعات نہ کسی کتاب میں پڑھے ہیں نہ کسی سے سنے ہیں۔ سو آپ ﷺ یہ سب کچھ وحی کے ذریعے ہی سنا تے ہیں اور یہ آپ ﷺ کی رسالت، صداقت اور حقانیت کا ایک واضح ثبوت ہے۔
